ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ
۱۲
دسمبر ۱۹۹۸ء

خلیفۂ راشد سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین

تم کو اُن سے وفا کی ہے اُمید۔

امیر الاحرار سیّد عطاء المحسن بخاری کا فکر انگیز کالم

معاشرہ کے کالے چور....
پکڑے کون؟

نفاذِ شریعت
اور اسلامی نظریاتی کونسل کی تجاویز

مجاہدِ آزادی
صوفی عبدالرحیم نیازی مرحوم

مذہبی آزادی کا امریکی قانون

اخبار الاحرار
مجلس احرار اسلام کی تنظیمی سرگرمیاں

جہاں اسلام ہو
وہاں
قادیانی نہیں چل سکتے۔

علما حق............علما سُوء

فکرِ آخرت نہ ہو تو علم زہریلا سانپ بن جاتا ہے اور یہی علم اگر اللہ کیلئے استعمال ہو تو ان شا اللہ جنت کا ضامن بن جائے گا۔ دنیا کا علم کسبِ دنیا تک ہے۔ اس کا نفع و ضرر اُصولاً یہیں ختم ہو جائے گا۔ مگر علم دین کا نفع دنیا و آخرت دونوں میں ہے۔ اگر علماء یہود و نصاریٰ کی طرح دین کے نام پر حاصل ہونے والے علم کو محض دنیا کے مقاصد و مفاسد کیلئے استعمال کیا تو دونوں جہانوں میں بربادی کا باعث ہوگا۔ ایسے ہی لوگوں کو علماء سُوکہا جاتا ہے۔ ان کا کام سی آئی ڈی میں بھرتی ہو کر صرف اپنے بھائیوں کا گوشت کھانا (چغلیاں کرنا) ہے۔

اپنے مفادات کیلئے حکومتی مفادات کا تحفظ کرنا ہے۔ بدمعاش اور بے دین سیاسی لیڈروں سے مل کر خوش ہونا ہے۔ دنیاداروں کا زلّہ خوار اور وڈیروں، سرمایہ داروں کا محتاج بن کر رہنا ہے۔ جن کا علم ان کاموں میں صرف ہو، وہ یقیناً ان کیلئے سانپ ہے۔ دنیا میں عزت باقی رہے گی نہ قبر میں سکون ہوگا اور نہ آخرت میں سرخرو ہوں گے۔

وہاں وہی لوگ کامیاب ہوں گے جنھوں نے علم کی حفاظت کی۔ یعنی اس کو عملِ صحیح پر خرچ کیا۔ فکرِ آخرت کی تو ان شاءاللہ راحتِ قبر بھی نصیب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے تصورات سے ماورا اجر عطاء فرمائیں گے۔

اللہ مالک مطلق ہے اس کی قدرت و عطاء بے پناہ ہے تو اس کی پکڑ اور سزا بھی بے پناہ ہے۔ (والعیاذ باللہ) اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں انّما یَخشیَ اللّٰہ مِن عبادہ العُلماء اللہ سے ڈرنے کا حق علماء حق ہی ادا کرسکتے ہیں۔ یہ نہیں کہ ہمارے دور میں ایسے علماء نہیں ہوئے، بہت ہوئے ہیں لیکن قوم کی اکثریت نے ان کی قدر نہیں کی۔ فاسق و فاجر اور ظالم و غدار سیاسی لیڈروں کی خاطر ان کی مسلسل توہین و تذلیل کی۔ نتیجتہً آج پوری قوم اس کے وبال و عذاب میں گرفتار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں علماء حق کی پیروی کی توفیق عطاء فرمائیں (آمین)

جانشین امیر شریعت سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ
اقتباس خطاب جامعہ قادریہ رحیمیار خان ۲۳ اگست ۱۹۹۰ء

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

شعبان المعظم: ۱۴۱۹ھ
دسمبر: ۱۹۹۸ء
جلد ۹ ، شمارہ ۱۲
قیمت: ۱۵ روپے
Regd: M _No. 32

❖ زر تعاون سالانہ: اندرون ملک ۱۵۰ روپے، بیرون ملک ۱۰۰۰ روپے پاکستانی ❖

مجلس ادارت

❖ زیرِسرپرستی: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ
رئیس التحریر: سید عطاءالمحسن بخاری
❖ مدیرمسئول: سید محمدکفیل بخاری

رفقاء فکر

ابنِ امیرشریعت حضرت پیرجی سید عطاءالمہیمن بخاری مدظلہ

• •

❖ پروفیسر خالدشبیر احمد ❖ سید خالدمسعودگیلانی
❖ مولانامحمداسحٰق سلیمی ❖ مولانا محمدمغیرہ
❖ عبداللطیف خالد ❖ محمد عمرفاروق
❖ ابوسفیان تائب ❖ ساغراقبالی

رابطہ: دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان: فون: 511961

تحریک تحفظِ ختمِ نبوّت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان

ناشر: سید محمد کفیل بخاری، طابع: تشکیل احمد اختر، مطبع: تشکیلِ نو پرنٹرز، مقام اشاعت: دارِ بنی ہاشم ملتان

تشکیل

دل کی بات:	اداریہ	مدیر	۳
قلم برداشتہ:	تم کو ان سے وفا کی ہے امید....	سید عطاء المحسن بخاری	۴
دین و دانش:	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تفسیر و تشریح	شاہ منصباح الدین شکیل	۶
شاعری:	حمد: سید حباب ترمذی، نعت: حضرت حافظ لدھیانوی		۱۰
" " ":	، سید کاشف گیلانی، معراج: محمد ظہور الحق ظہور		۱۱
ذکرِ صحابہ:	خلیفۂ راشد، امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ	مولانا عبد الحق چوہانؒ	۱۲
افکار:	مذہبی آزادی کا امریکی قانون	محمد عمر فاروق	۱۴
روشنی:	رزقِ حلال	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	۱۷
نقد و نظر:	قاضی مظہر حسین صاحب کی خدمت میں......	ابنِ امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری	۱۸
" " ":	شریعت بل اور ہم	راؤ عبد النعیم نعمانی	۲۰
ماضی کے جھروکے سے:	میرے ابا جی	ابنِ امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری	۲۴
ردِّ قادیانیت:	جہاں اسلام ہو وہاں قادیانی نہیں چل سکتے	زیڈ اے سلیری	۲۷
" " " ":	قادیانی فقہ	مولانا مشتاق احمد	۲۸
" " " ":	اور...... مرزائی مبلغ بھاگ گیا	دین محمد فریدی	۳۴
یادِ رفتگان:	تحریک آزادی کا فراموش کردہ سپوت صوفی عبد الرحیم نیازی مرحوم	محمد عمر فاروق	۳۶
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات ان کی	ساغر اقبالی	۴۵
اخبار الاحرار:	ابنِ امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری		۴۸
	اور رہنمایانِ احرار کی تنظیمی و تبلیغی سرگرمیاں	ادارہ	تا۵۳
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب		۵۴
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	۵۹
فکر و عمل:	معاشرہ کے کالے چور...... پکڑے کون؟	خاموش مبلغ	۶۱
زبانِ خلق:	ایک قاری کے تاثرات		۶۲

اسلامی نظریاتی کونسل کی مزید سفارشات اور نفاذِ شریعت

گزشتہ دنوں اسلامی نظریاتی کے کونسل کے ۱۳۴ ویں اجلاس سے صدر مملکت جناب محمد رفیق تارڑ نے افتتاحی خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"میری دلی خواہش ہے کہ پاکستان میں مکمل اسلامی نظام نافذ ہو" اس سلسلہ میں کونسل کی تجاویز خصوصی توجہ کی مستحق ہیں۔"

صدر مملکت نے یہ بھی فرمایا کہ "اسلامی نظریاتی کونسل جیسا کوئی ادارہ مفکرین، علماء، ماہرین معاشیات اور نمائندگان تجارت پر مشتمل فورم بنائے جو قابل عمل تجاویز دے"

صدر مملکت کے خطاب کے بعد کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر شیر محمد زمان نے نفاذ شریعت کے لئے کونسل کی طرف سے درج ذیل مزید سفارشات پیش کیں اور حکومت سے چند فوری اقدامات کرنے کا مطالبہ کیا۔

۱۔ سود کی لعنت کو ختم کیا جائے۔ ۲۔ اذان کے وقت کاروبار بند کرایا جائے۔ ۳۔ زکوٰۃ اور بیت المال کے نظام کو بہتر کیا جائے۔ ۴۔ جمعہ کی چھٹی بحالی کی جائے ۵۔ عام آدمی سے اسلحہ واپس لیکر تحفظ دیا جائے۔ ۶۔ بینکوں کی کروڑ پتی سکیمیں، لاٹریاں اور پرائز بانڈز کا اجراء بند کیا جائے۔

اسلامی نظریاتی کونسل ایک آئینی ادارہ ہے جو آئین کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لئے ۱۹۷۳ء سے سرگرم عمل ہے۔ کونسل ایسی بہت سی سفارشات اور رپورٹس حکومت کو متعدد مرتبہ پیش کر چکی ہے۔ جن پر آج تک عمل نہیں ہوا۔ آپ اسی سے اندازہ کرلیں کہ یہ کونسل کا ۱۳۴ واں اجلاس تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے حکومت نے طے کر رکھا ہے کہ، کونسل سفارشات مرتب کرتی رہے اور حکومت ان پر عمل نہ کرنے کے فیصلہ پر قائم رہے۔

صدر مملکت کا یہ کہنا کہ "بہت سی مشکلات ہیں" اس کا حل بھی کونسل نے پیش کیا ہے اور مرحلہ وار پورے سسٹم کی تبدیلی کا شیڈول دیا ہے۔ آخر رکاوٹ کیا ہے؟ اگر نفاذ شریعت کے لئے کوئی "مشترکہ فورم" بن بھی جائے تو ہمیں یقین ہے کہ اس کی تجاویز کا بھی "کونسل" کی سفارشات جیسا حشر ہوگا۔ "کونسل کی تجاویز توجہ کی مستحق ہیں" تو کون ان پر توجہ کرے گا؟ عوام ......؟ موجودہ نظام میں تو وزیر اعظم اور دونوں ایوان، کونسل کی تجاویز کو حتمی شکل دیکر آئینی بنانے کا اختیار رکھتے ہیں۔ مگر کونسل کی ساتھ تمام سفارشات سینیٹ تک لے جا کر بھی سرد خانے میں سجا دی گئی ہیں۔ ہم صدر مملکت ہی کی وساطت سے جناب وزیر اعظم سے گزارش کریں گے کہ یہ ان کے لئے اور ملک کے لئے آخری موقع ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات منظور کر کے انہیں آئینی شکل دی جائے تاکہ پاکستان میں نفاذِ شریعت کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو۔ صدر مملکت وزیر اعظم کو اس کار خیر کے لئے آمادہ کرنے کی مکمل صلاحیت رکھتے ہیں۔

جناب صدر، اور جناب وزیر اعظم! آپ کو بیگم زرداری نے "مولوی" تو قرار دے ہی دیا ہے اب قوم منتظر ہے کہ آپ اسے "گالی" سمجھ کر نفاذِ اسلام کے فریضہ سے انحراف کرتے ہیں یا فخر سمجھ کر عملی اقدامات کرتے ہیں۔

فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم

بقیہ صفحہ ۵ پر

سید عطاء المحسن بخاری

تم کو ان سے وفا کی ہے امید

بینظیر زرداری پنجابیوں کو برا بھی کہتی ہیں اور اپنے سیاسی مستقبل کی ضمانت بھی پنجاب کے دل لاہور سے مانگتی ہیں۔ لاہور "او۔کے" کردے تو سیاسی جہاز بینظیر سمیت اڑنے لگتا ہے اور لاہور "او۔کے" نہ کرے تو جہاز کا انجن جام ہو جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں لاہوریوں کو خوش کرنے کے لیے یہ ایک بینظیر حربہ ہے۔ بینظیر نے ترپ چال چلی ہے، یعنی بینظیر بھی یہ مانتی ہیں کہ سیاست کے سنگھاسن پر براجنے کے لیے سندھ کارڈ فراڈ ہے۔ حقیقت پھر پنجاب کے پاس ہے اور وہ بھی لاہوریوں کے پاس! مگر بینظیر کی سیاست کی بدرنگی چالیں بھی بینظیر ہیں۔ کبھی چاروں صوبوں کو زنجیر میں جکڑتی ہیں، کبھی عوام دوستی کے جنون میں مبتلا ہو جاتی ہیں، کبھی ان پر انسان پسند گروپ کا گماں ہوتا ہے، کبھی پاکستان بچانے کی ہاؤ ہو کا شور اٹھتا ہے، کبھی بینظیر پارسیپی کے ملنگ الٹی زقند لگاتے ہیں اور بین الاقوامی دہشت گرد کے کوچہ میں سر کے بل جاتے ہیں اور کبھی بینظیر بل کلنٹن کی دہلیز پر جبہ سائی کرتی دکھائی دیتی ہیں اور دہائی دیتی ہیں کہ نواز شریف حکومت کو قرضے مت دیں۔ "یا سام راج، کر بھلی ہو بھلی" ...... پاکستان کا عراق جیسا ناطقہ بند کردو، ہائے کوئی نہیں سنتا مہاراج، میری بھی سنیے۔ کب سے کوک رہی ہوں، بلک بلک کے میرا اتر گیا، تلک، ہائے رام، کلنٹن جی تیری دہائی ہے۔ مو ہے جانا ہے سا گرپار، میری نیا لگا دے پار! پھر ساتھ ساتھ یہ ویاکھیان بھی دیتی ہے کہ سی ٹی بی ٹی پر دستخط سے ایٹمی پروگرام رول بیک ہو جائیگا اب کوئی خواہ کتنا ہی چلا چلا کر کہے کہ سی ٹی بی ٹی سے نہیں اصل خطرہ ایف ایم سی ٹی اور این پی ٹی سے ہے مگر پیپلز پارٹی کی رنگی بے تکی بانکے چلے جائے گی۔ پیپلز پارٹی کے ملنگ یہ بھی سوچنا گوارا نہیں کرتے کہ سائنسی کمالات سے بینظیر ایسے ہی کوری ہیں جیسے دینی خیالات سے کوری ہیں۔ وائلن گھنٹیاں اور اذان بجنے میں انہیں سلیقۂ امتیاز نہیں۔ ظاہر بات ہے آکسفورڈ میں دینی کمالات و خیالات اور دینی افکار سے تو شناسائی نہیں سکھائی پڑھائی جاتی۔ وہاں تو وائلن یا گرجے گھنٹیاں ہی بجتی ہیں اور بے نظیر کے کانوں میں یہی آوازیں سجتی ہیں بلکہ ان کے محلوں میں بھی انہی آوازوں کی سجاوٹ لگاوٹ ہے۔ اسی گراوٹ میں جاہِ اقتدار کی گہرائیوں سے فضائے سیاست میں ارتعاشِ آزاد خیالی کا خفاش پکارنے والی آواز بے ساز اٹھتی ہے کہ محمد رفیق تارڑ اور محمد نواز شریف دونوں مولوی ہیں، میں طالبان والا اسلام نہیں آنے دوں گی، ایسا اسلام آنے سے فرقہ واریت جنم لے گی، مسلم لیگ غنڈہ گردی کے ذریعہ سے سیاست کرتی ہے۔ اسے کہتے ہیں "قبل از مرگ واویلا" اور اگر اسے جدید پہلو سے پڑھیں تو آواز آتی ہے "درون سندھ سے نکلی صدائے واویلا"۔ یوں بھی کہا جاسکتا ہے "درون کوہ سے نکلی شغالِ دم کاٹا"۔ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی میں اعمال، اخلاق، عادات، اطوار کے اعتبار سے کیا فرق ہے؟ مسلم لیگ ذرا سینیئر ہے، پیپلز پارٹی جونیئر۔ اور پاکستان میں جونیئر سینیئر کا جھگڑا ہر جگہ پر ہے۔ کلرکوں سے لے کر افسروں تک، بیوروکریسی سے لے کر ڈیموکریسی کے چیمپینز تک، بلکہ چیمپینز یوں تک، سب اس میں لتھڑے ہوئے ہیں۔ اس سیاسی حمام میں سب ننگے تلنگے ہیں۔ مسلم لیگ بھی لوٹتی تھےاور پیپلز پارٹی بھی لوٹ کھسوٹ میں اتارو ہے، اور یوں کہنا چاہیئے۔

لوٹنے والوں نے لوٹا ہے "لاتوں ہاتھوں" سے اے دوست
زرداروں کا زر لوٹا اور ننگ غریباں لوٹ لیا

مسلم لیگ میں بھی لٹیرے بہت ہیں اور پیپلز پارٹی مجموعی طور پر لٹیروں اور وحشت و دہشت کے علمبرداروں کا ہی غول بیابانی ہے۔ ان سیاسی درندوں کے خونیں پنجوں سے کون ہے جو زخمی نہیں؟ اپنے پرانے سب کے سب۔ باقی رہا

مولوی کا وجود، تو پیپلزپارٹی کی بی بی اور "بیبوں" کو معلوم ہونا چاہیے مولوی کے بغیر ان کی بگڑی بھی نہیں بنتی۔ طاہر القادری بھی تو مولوی ہی ہے، یہ الگ بات ہے کہ وہ ماڈرن مولوی ہےاور ان کے وہی حیلے ہیں پرویزی - جو سیاسی سٹائل بے نظیر کا ہے وہی طاہر صاحب کا ہے۔ کل کی بات ہے ڈیرہ اسمٰعیل خان کےایک مولوی سے آپ نے شہد کی بوتل لی اور اسے خارجی کمیٹی کا خارجی بنا ڈالا۔ اور کوثر نیازی بھی مولوی تھا۔ بے نظیر اور پیپلزپارٹی کا جنازہ بھی مولوی کے صدقے اٹھے گا۔ جی یادش بخیر، حضرت بھٹو "شہیٹد" کا جنازہ بھی تو مولوی نے ہی نکالا تھا .... تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو زرداری صاحب کو صاحبہ جی نے مولوی کے طفیل ہی قبول کیا تھا۔ ایسا ہی ہے نا، کیوں جی؟ بے نظیر کو چارج شیٹ دی جا سکتی ہے کہ کلنٹن کو خط لکھ کے آپ نے واجپائی کو خوش کیا ہے، اس کی آس مراد پوری کی ہے اور کفار و مشرکین سےاپنے خفیہ رابطوں کو طشت از بام کیا ہے، صیہونی قوتوں کی نمائندگی کی ہے، دہشت گردوں سے وفا کی ہے، مسلمانوں کے ازلی دشمن ہندو سے اپنے سابقہ تعلقات کو بحال کیا ہے اور تاشقند معاہدہ کی یاد تازہ کردی ہے .... پھر بھی اسے عوام کالانعام

تم کو ان سے وفا کی ہے امید

جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

بقیہ اداریہ

ربوہ: نام کی تبدیلی:۔

گزشتہ دنوں پنجاب اسمبلی نے ایک متفقہ قرار داد کے ذریعے مرزائیوں کے مرکز "ربوہ" کا نام تبدیل کرنے کی قرارداد متفقہ طور پر منظور کرلی ہے۔ "ربوہ" قرآنی لفظ ہے اور مرزائی اس لفظ کو غلط استعمال کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے تھے۔ پنجاب اسمبلی مبارکباد کی مستحق ہے۔ اخباری اطلاع کے مطابق نام کی تبدیلی کا نوٹیفکیشن بھی ہو گیا ہے لیکن نیا نام تجویز کرنا باقی ہے۔ امید ہے کہ پنجاب حکومت کوئی بہتر نام تجویز کرے گی اور اس کے ساتھ ساتھ ربوہ میں مرزائیوں کے زیر قبضہ بے شمار سرکاری زمین بھی چھین کر علاقہ کے مسلمانوں کو نفع پہنچائے گی۔

حضرت مولانا عبداللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ:۔

سندھ میں گورنر راج کے نفاذ کے بعد روزانہ دہشت گرد پکڑے جا رہے ہیں۔ اور ان کے اقبالی بیانات صحافیوں کی موجودگی میں سنوا کر اخبارات کی زینت بھی بنوائے جا رہے ہیں۔ محترم حکیم محمد سعید شہید اور جناب صلاح الدین شہید کے قاتلوں کی نشاندہی ہو رہی ہے۔ اور گرفتاری کے لئے چھاپے مارے جا رہے ہیں۔ ہم ان اقدامات کے خلاف نہیں بلکہ تعریف کرتے ہیں مگر حکومت سے سوال کرتے ہیں کہ کیا مولانا محمد عبداللہ شہید پاکستانی نہیں تھے؟ کیا حکومت، حکیم محمد سعید اور صلاح الدین کے خون پر سیاست کر رہی ہے؟ افسوسناک پہلو یہ ہے کہ انہیں ایک عالم دین سمجھ کر نظر انداز کیا گیا ہے۔ مولانا کے ایک قاتل کو پکڑ کر چھوڑ دیا گیا اور اب پولیس اسے تلاش کر رہی ہے۔ وزیراعظم اور وزیراعلیٰ میں سے کسی نے ان کی تعزیت بھی کرنا گوارا نہیں کیا۔ اس طرز عمل کو کیا نام دیا جائے؟ مولانا عبداللہ۔ حکومت کی تو ضرورت نہیں تھے لیکن قوم کی ضرورت تو تھے۔ حکومت اس امتیازی سلوک کا تدارک کرے اور مولانا شہید کے قاتلوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دے۔

شاہ مصباح الدین شکیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر و تشریح

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ شیریں فقرہ بجائے خود ایک آیت ہے۔ اس کا صوتی آہنگ کانوں میں رس گھولتا ہے، دل میں اتر کر کشتِ عمل کو نرم و زرخیز کر دیتا ہے، دل میں نشست و ترتیب، جامعیت و سلاست کا شاہکار ہے۔ فصاحت کا دل موہ لینے والا انداز ہے۔ آیت اتنی چھوٹی اور نرم رو ہے کہ بے اختیار زبان پر رواں ہو جاتی ہے۔

عرب عہد جاہلیت میں جب کسی کام کی ابتداء کرتے تو بتوں کا نام لیتے، جنہیں وہ اللہ تعالیٰ کا مقرب اور اپنا سفارشی سمجھتے، قرآن مجید خود اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے قائل تھے، اس کے وجود کو پہچانتے تھے، اسے زمین و آسمان کا خالق جانتے، مخلوقات کا پیدا کرنے والا مانتے، مشرک ہونے کے باوجود دیوتاؤں میں سے کسی کو اس کے برابر نہ سمجھتے، البتہ اس عقیدہ پر جمے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں۔ ہماری سفارش کرتے ہیں۔

* سورۂ زُمر کی تیسری آیت میں ہے:۔ "مَا نَعبُدُهُم اِلاّ لِيُقَرِّبُونَااِلَى اللّٰه زُلفىٰ"
ہم ان کو اس لئے پوجتے ہیں کہ ہم کو اللہ کا مقرب بنا دیں"

* سورہ یونس کی آیت ١٨ میں فرمایا گیا: وَيَقُولُونَ هٰؤُلاءِ شُفَعَاءُ نَاعِندَاللّٰه
"کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہماری سفارش کرنے والے ہیں۔"

* سورہ عنکبوت ٦١ ویں آیت میں ہے: وَلَئِن سَاَلتَهُم مَن خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضَ وَسَخَّرَ الشَّمسَ وَالقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللّٰه
"اور اگر ہم ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کس نے تمہارے زیر فرمان کیا تو کہہ دیں گے کہ اللہ نے"

* آگے ٦٣ ویں آیت میں فرمایا گیا: وَلَئِن سَاَلتَهُم مَن نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحيَابِهِ الاَرضَ مِن بَعدِ مَوتِهَا لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ
اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان سے پانی کس نے برسایا، پھر اس نے زمین کو اس کے مرنے کے بعد کس نے زندہ کیا، تو کہہ دیں گے اللہ نے۔

کفار چوں کہ بتوں کو مقرب اور سفارشی ذریعہ سمجھتے تھے، لہٰذا کسی کام کی ابتداء کرتے تو برکت کے لئے ان کے نام لیتے۔ جیسے بسم اللّات والعزیٰ، یعنی شروع لات وعُزیٰ کے نام سے۔

ظہور اسلام سے پہلے مشہور شاعر امیہ بن ابی صلت نے قبیلہ قریش کو مشورہ دیا کہ بجائے بتوں کے نام سے ابتدا کرنے کے "بسمک اللھم" سے اپنی تحریر کا آغاز کریں۔ اس کے معنی ہیں "شروع اللہ کے نام سے" انہوں نے یہ مشورہ قبول کر لیا۔

امیہ بن ابی صلت کا تعلق طائف کے مشہور قبیلہ بنی ثقیف سے تھا، وہ اکثر تجارت کی غرض سے شام جایا کرتا تھا۔ جہاں یہود اور نصاریٰ کے علماء کی صحبت میں بیٹھتا۔ اسی وجہ سے توحید، ملائکہ، حشرو نشر، عرش وغیرہ کا ذکر اس کے کلام میں آیا ہے۔ اس کے اشعار سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اس کے شعروں میں ایمان اور دل میں کفر ہے"۔

اس کا شمار حضرت ابراہیم علیہ السلام کے "دین حنیف" کے ماننے والوں میں ہوتا تھا۔ بعثت نبوی کے وقت وہ زندہ تھا۔ اسے خود منصب نبوت پر فائز ہونے کی توقع تھی۔ حسد کی وجہ سے محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لایا۔ پندرہ سال بعد جب ارادہ کیا تو غزوۂ بدر واقع ہو چکا تھا۔ جس میں قریش کے نامور سردار قتل ہو چکے تھے۔ راستے میں جب اس کو اطلاع ملی تو ناراض ہو کر وہیں سے پلٹ گیا۔ ہجرت نبوی کے آٹھویں یا نویں سال طائف میں فوت ہوا۔

جبل نور کے غار حرا میں پہلی وحی کا نزول ہوا تو پہلی ہی آیت میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا:

اقرأ باسمِ ربّکَ الّذی خَلَق (سورۂ علق پ ۳۰)

پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔

یہ بتوں کے نام سے کام کی ابتدا کرنے کی رسم جاہلیت کو مٹانے کے لئے پہلا حکم تھا۔ قرآن مجید سے قبل نازل ہونے والی آسمانی کتابوں اور صحائف میں بھی "بسملہ" (لغوی اعتبار سے اسم مصدر ہے جس کے معنٰی "بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم" پڑھنا یا لکھنا ہے۔ کبھی کبھی "بسملہ" کی جگہ "تسمیہ" بھی کہا جاتا ہے) نازل ہوا ہے۔

قرآنی شہادت کے بموجب پہلا ذکر سورۂ ھود میں حضرت نوح علیہ السلام کے تذکرۂ طوفان میں ملتا ہے۔ پہلے کشتی تیار کرنے کا حکم ہوا، پھر اس میں ہر قسم کے جانداروں سے جوڑا (نر اور مادہ) لے لینے کا۔ حضرت نوح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے تقریباً چالیس نفر بھی سوار ہو گئے۔ آخر عذاب الٰہی کا وقت آپہنچا۔ تنور جوش مارنے لگا اور زمین کی تہہ میں سے پانی ابلنے لگا۔ آسمان چھاجوں مینہ برسانے لگا۔ سفینۂ نوح سطح آب پر تیرنے لگا۔ اس موقع کی کیفیت سورۂ ھود کی آیت ۴۱ میں ہے۔ وَقَالَ ارکَبُوا فیھَا بسمِ اللّٰہ مَجرھَا وَمُرسٰھَا انّ رَبّی لَغَفُور رّحیم.

"اور کہا کہ اللہ کا نام لے کر (کہ اسی کے ہاتھ میں ہے) اس کا چلنا اور ٹھہرنا (ہے) اس میں سوار ہو جاؤ،

بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔"

اس آیت کے نزول کے بعد تحریر کی ابتدا میں بسم اللہ لکھا جانے لگا۔ ورنہ اس سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی "بسمک اللھم" لکھوایا کرتے تھے۔ اس فقرہ میں شرک کا کوئی شائبہ نہیں۔ چنانچہ صلح حدیبیہ کے معاہدے کے وقت جب قریش کے نمائندے سہیل بن عمرو نے بِسمِ اللہ الرّحمٰنِ الرّحیم لکھے جانے پر اعتراض کیا کہ ہم کسی رحمٰن و رحیم کو نہیں جانتے۔ جیسا دستور ہے اس کے موافق "باسمک اللھم" لکھو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منظور فرمالیا۔

جب سورۂ بنی اسرائیل کی ۱۱۰ ویں آیت نازل ہوئی۔

قُل ادعُوااللّٰہ اَودعُوا الرّحمٰنَ اَیّامّاتَدعُوا فَلَہ الاَسمَآء الحُسنیٰ

"کہہ دو کہ تم اللہ پکارو یا رحمٰن، جس نام سے پکارو اس کے سب نام اچھے ہیں۔"

اس آیت کے نزول کے بعد تحریر کی ابتدا "بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم" سے ہونے لگی اور جب سورۂ نمل نازل ہوئی تو اس کی آیت نمبر ۳۰ میں مکمل متن اس طرح آیا ہے۔

وانّہ من سُلَیمَانَ وَانّہ بِسم اللّٰہ الرحمٰن الرّحیم۔

"یہ سلیمان کی جانب سے ہے اور یہ کہ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔"

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جنہیں اللہ تعالیٰ نے عظیم سلطنت کے ساتھ جن و انس اور حیوانات پر حکومت عطا کی تھی۔ ایک دن جاہ و حشم کے ساتھ دربار منعقد تھا۔ انہوں نے ہُدہُد کو غیر موجود پایا۔ فرمایا کہ اگر معقول وجہ کے بغیر وہ غیر حاضر ہے تو میں اسے ذبح کر ڈالوں گا۔ زیادہ وقت نہیں گزرا کہ ہُدہُد اس اطلاع کے ساتھ حاضر ہوا کہ یمن کے علاقہ "سبا" میں ایک ملکہ ہے جو عظیم سلطنت کی مالک ہے۔ مگر یہ لوگ آفتاب پرست ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: "اگر تو سچا ہے تو میرا یہ خط ملکہ بلقیس تک پہنچا دے۔"

اس موقع پر اس کی ابتداء مندرجہ بالا آیت سے ہوئی۔ اس طرح ہمیں قرآن مجید میں یہ شہادت ملتی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں اس کا رواج تھا۔

اب مسلمان اپنے سرناموں میں پوری آیت "بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم" لکھنے لگے۔

"بسم اللہ" کے معنیٰ ہیں: اللہ کے نام کے ساتھ، اللہ کے نام کی مدد کے ساتھ اللہ کے نام کی برکت سے۔

تینوں صورتوں میں جملہ پورے معنیٰ نہیں دیتا۔ عربی زبان کے نحوی قاعدے کی رو سے یہاں کوئی چیز محذوف ہے۔ چنانچہ اسے ظاہر کرنے کے لئے حسبِ ذیل الفاظ "شروع کرتا ہوں" یا "پڑھتا

ہوں" کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ اس طرح مکمل جملہ "شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کے ساتھ" بنتا ہے۔
الرحمن اور الرحیم یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ دونوں الفاظ "رحم" سے ہیں۔ رحم کے لفظی معنیٰ ہیں جھکنا، مڑنا، مائل ہونا۔ لفظ رحمن میں بہ نسبت رحیم کے رحم کی عمومیت زیادہ ہے۔ رحمن کے معنیٰ وہ ذات جس میں رحمت ہے۔ رحمت ایسی نرمی کو کہتے ہیں جس میں دوسرے کے لئے شفقت بھی، فضل بھی اور لطف بھی، ان تمام صفات کا رحمت میں ظہور ہوتا ہے۔ اسی لئے لفظ رحمن کے معنیٰ میں رحمت عام کا مفہوم ہے۔ یعنی الرحمن وہ ذات ہے جس کی رحمت سارے عالم پر حاوی ہے۔ جو بات سورہ انعام میں فرمائی گئی ہے۔ "اور میری رحمت تمام چیزوں پر محیط ہے"

ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت ہی کی وجہ سے کافر، مشرک، سب ہی پرورش پا رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لفظ رحمن اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے مجموعہ کو کہتے ہیں۔ جیسے رحمن وہ ذات ہے جو رحم رکھتی ہے۔ صاحب رحم ہے۔ پس اللہ ذات ہے۔ اور رحم اس کی صفت۔ علماء نے لکھا ہے کہ جس طرح لفظ "اللہ" کا جمع اور تثنیہ نہیں آتا اسی طرح رحمن کا بھی نہیں آتا۔ کسی مخلوق کو رحمن کہنا کسی طرح درست نہیں۔ جن کے نام اس پر رکھے گئے یا جائیں انہیں "عبدالرحمن" کہہ کر پکارا جائے۔

آگے کا لفظ الرحیم ہے اس کے معنیٰ تام الرحمۃ کے ہیں۔ یعنی اس کی رحمت ہر لحاظ سے مکمل ہے۔ الرحیم وہ ذات ہے جس میں نہ صرف رحمت ہے بلکہ اس سے ہمیشہ اس کا ظہور بھی ہوتا رہتا ہے جس سے کائنات کی ہر چیز فیضیاب ہوتی رہتی ہے۔ اس میں دوام اور تسلسل ہے۔ اس کی شان رحیمیت ہر شے کی پرورش اور نگہداشت بھی کر رہی ہے۔

رحیم کا لفظ انسانوں کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے "بالمومنین رؤف الرّحیم"
فرمایا گیا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ رحمن عربی زبان میں مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اسے استعمال کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی وسعت رحمت کا حق ادا نہیں ہوتا، لہٰذا رحیم کے لفظ کا اضافہ کر دیا گیا۔ جیسے اردو میں سخی کے ساتھ داتا کو استعمال کر کے مبالغہ میں انتہا کر دی جاتی ہے۔

احادیث نبوی میں بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ابتدا کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ .... ہر اہمیت کا کام جو بسم اللہ سے شروع نہ کیا جائے بے برکت رہتا ہے۔

ایک حدیث میں .... ہر کام کی ابتداء میں پڑھنے کا حکم ہے۔ فرمایا کہ .... گھر کا دروازہ بند کرو تو بسم اللہ کہو۔

سید حباب ترمذی

حمد

نہیں ہے کوئی فقید المثال تجھ جیسا
تجھی کو سجتا ہے جاہ و جلال تجھ جیسا

وہ اپنے وقت کا شداد ہو کہ ہو فرعون
نہ بن سکا کسی مائی کا لال تجھ جیسا

یہ شرق و غرب و شمال و جنوب شاہد ہیں
نہیں ہے اور کوئی بے مثال تجھ جیسا

کھلا کے کوئی دکھائے یہ پھول تجھ جیسے
بنا کے کوئی دکھائے ہلال تجھ جیسا

شجر شجر پہ کیا ہے تلاش میں نے تجھے
نہ پات پات، نہ ہے ڈال ڈال۔ تجھ جیسا

جمالیات کے عالم میں ڈوب کر دیکھا
تجھی پہ ختم ہے حسن و جمال تجھ جیسا

یہ ماہ و سال رواں ہیں ترے اشارے پر
بنا سکے کوئی ماضی نہ حال تجھ جیسا

ترا ہی شکر بجا ہے تجھی کو سجدہ روا
نہیں ہے تیرے سوا ذوالجلال تجھ جیسا

مرے خیال کی دنیا ہے اک حباب میں بند
نہیں ہے کوئی وسیع الخیال تجھ جیسا

سید کاشف گیلانی

نعت

خاندان اچھا ہے خود اچھے ہیں نام اچھا ہے
ان کا گھر اچھا ہے در اچھے ہیں بام اچھا ہے

خلد بھی اچھا ٹھکانا ہے مگر کاش مرا
ان کے کوچے میں جو ہو جائے قیام اچھا ہے

جتنا ممکن ہو تو نزدیک نبی کے ہو جا
دور سے دنیا کے لوگوں کو سلام اچھا ہے

بےخودی جس کی مجھے رازِ خودی سمجھا دے
وہ مدینے کا مجھے بادہ بہ جام اچھا ہے

تنہا ممکن ہے بھٹک جاؤں کہیں رستے میں
ان کے ہاتھوں میں رہے میری زمام اچھا ہے

بادہ نوشی کے بہرحال نتائج تھے برے
کر دیا اس کو شریعت نے حرام اچھا ہے

وہ کہ ہر دور کے نبیوں سے بہت افضل ہیں
ان کا ہر دور کے ولیوں سے غلام اچھا ہے

تاج پہنایا گیا ختمِ نبوت کا نہیں
سلسلہ ان پہ ہوا ہے یہ تمام اچھا ہے

ہاں صحابہ میں ابوبکر ہیں سب سے بہتر
سارے نبیوں میں محمد کا مقام اچھا

اس کی ہر بات میں اک بات نئی ہوتی ہے
لوگ کہتے ہیں کہ کاشف کا کلام اچھا ہے

(حافظ محمد ظہور الحق ظہور)

معراج

رحمتِ ذی الجلال ہے معراج
دولتِ لازوال ہے معراج

عجز کا، انکسار کا انجام
بندگی کا مآل ہے معراج

حُسن خود ہو نمود پر مجبور
عشق کا یہ کمال ہے معراج

کچھ نہ آئے نظر جب اس کے سوا
آدمی کا یہ حال ہے معراج

دامنِ کبر تار تار کرے
نفس کا یہ زوال ہے معراج

سرزمینِ نیاز پر رکھ کر
آرزوئے وصال ہے معراج

سدرۃُ المنتہٰی سے بھی گذرے
یہ بشر کا کمال ہے معراج

حافظ لدھیانوی

بحضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم

تابندہ ہیں اس طرح خیالات حرم کے
الفاظ میں کہہ دیتے ہیں نغمات حرم کے

تاحدِ نظر رحمتِ یزداں کی ہے بارش
انوار سراسر ہیں مقامات حرم کے

احساس حضوری کا ہے دوری میں یہی مجھ کو
تازہ ہیں مرے ذہن میں لمحات حرم کے

ہر ایک کو ہے سیدِ کونین سے نسبت
افکار سے بالا ہیں مقامات حرم کے

خورشیدِ بداماں ہے ہر اک ذرہ حرم کا
کب ہوتے ہیں تحریر مقالات حرم کے

ہے قربتِ سرکار میں اک نور کا عالم
لفظوں میں سماتے نہیں حالات حرم کے

شاداب مرے قلب و نظر رہتے ہیں جن سے
ہیں نعت کی زینت وہ نشانات حرم کے

ہر ساعتِ مسعود کو منظوم کیا ہے
نعتوں میں نظر آتے ہیں اوقات حرم کے

دعویٰ نہیں حافظ کو کوئی علم و ہنر کا
کس طرح بیاں اس سے ہوں جذبات حرم کے

مولانا عبدالحق چوہان رحمتہ اللہ علیہ

خلیفہ راشد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ صحابہ میں سے چھٹے نمبر پر خلیفہ راشد ہیں۔ آپ کا تعلق قریش کے مشہور قبیلہ بنوامیہ سے ہے۔ آپ کی ولادت بعثت نبوی سے پانچ سال قبل منیٰ میں مقام خیف پر ہوئی۔ آپ نے جس گھرانہ میں آنکھ کھولی وہ سیاسی طور پر قریش کے عسکری نظام کا منتظم تھا اور تعلیمی اعتبار سے مکہ کے اندر سب سے پہلے لکھنے والا شخص سیدنا معاویہ کا دادا حرب بن امیہ تھا اور عفت کا یہ عالم تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقعہ پر جب عورتوں سے بیعت لیتے ہوئے اس بات کا عہد و پیمان لیا کہ زنا کے ارتکاب سے اجتناب کرو گی تو سیدنا معاویہ کی والدہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا زوجہ ابی سفیان نے تعجباً سوال کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا شریف عورتیں اس فعل قبیح کا ارتکاب کر سکتی ہیں؟ اور شرافت یہ ہے کہ مکے کے اوباش جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدتمیزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مکہ کے گلی کوچوں میں آپ کا تعاقب کرتے تو ایسے وقت اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اتفاق سے ابوسفیان کے مکان کے قریب ہوتے تو ابوسفیان کے گھر چلے جاتے اور ابوسفیان مسلمان نہ ہونے کے باوجود اس قدر شرافت اور انسانیت کا مظاہرہ کرتا کہ فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتا اور گلی کے اوباشوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر بھگا دیتا۔ جس گھرانہ کے یہ خصائص ہوں ظاہر ہے کہ اس گھر میں بچے کی تربیت اور نگہداشت کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہوگا اور خاندان کے ان ہی خصوصی اوصاف کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہو گی۔ آپ فتح مکہ سے پہلے اور صلح حدیبیہ کے بعد والے درمیانی زمانہ میں مسلمان ہوئے تھے۔ البتہ اسلام کا اظہار فتح مکہ کے موقع پر کیا۔ اسلام لانے کے بعد آپ مستقل طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتے اور آپ اس مقدس جماعت کے رکن رکین تھے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابت وحی پر مامور فرمایا۔ چنانچہ جو وحی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی اسے قلم بند فرماتے اور جو خطوط و فرامین سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے جاری ہوتے انہیں بھی تحریر کرتے۔ وحی الٰہی لکھنے کی وجہ سے ہی آپ کو کاتب وحی کہا جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافتِ صدیقی میں آپ اپنے برادر بزرگ حضرت یزید الخیر بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت شام کی مہم میں مصروف جہاد رہے۔ جب طاعون عمواس ۱۸ ھ میں حضرت یزید رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کی جگہ دمشق کی عمل داری پر نامزد کیا گیا۔ ان کے تدبر اور انتظامی صلاحیت کے باعث خلافتِ عثمانی میں ان کی عملداری

کے علاقہ میں وسعت کر دی گئی ہے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے اسلامی عساکر میں بحریہ کا اضافہ کیا اور ۲۷ھ میں جزیرۂ قبرص پر لشکر کشی کی اور ۲۸ھ میں یہ جزیرہ فتح کر لیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے آخری ایام میں عبداللہ ابن سبا یہودی نے اسلام کے خلاف ایک سازشی تحریک چلائی اس وقت چونکہ اسلام کی قوت کا مرکز ثقل سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی ذات ستودہ صفات تھی اس لئے آپ کے خلاف اس نے مسلح بغاوت کی اور آپ کو شہید کر دیا۔ ان کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ سریر آراء خلافت ہوئے لیکن ان کا پورا عہد خلافت اسی تحریک کی وجہ سے خانہ جنگی کی نذر ہو گیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی المناک شہادت بھی سبائیوں کی مسخ شدہ صورت خوارج کے ہاتھوں سے ہوئی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بعد مصلح امت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سیریر آراء خلافت ہوئے تو انہوں نے امت کی وحدت کے پیش نظر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیش گوئی کے مطابق سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دستبرداری اختیار کر لی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس سال کو اسلامی تاریخ میں "عام الجماعۃ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ۴۱ھ میں آپ کی خلافت کا دور شروع ہوتا ہے۔ علامہ مسعودی نے اپنی مشہور تاریخ مروج الذہب میں تصریح کی ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے معمولات میں یہ بات شامل تھی کہ آپ روزانہ فصل خصومات کے لئے عام محفل میں نشست کیا کرتے تھے۔ ۴۲ھ میں سندھ کا کچھ حصہ مسلمانوں کے زیر نگیں آ گیا۔ ۴۳ھ میں سوڈان فتح ہوا ۴۴ھ میں کابل اور ۴۵ھ میں افریقہ پر لشکر کشی کی گئی۔ ۵۰ھ میں غزوہ قسطنطنیہ پیش آیا۔ ۵۴ھ میں مسلمان نہر جیحون عبور کر کے بخارا تک پہنچ گئے۔

۵۶ھ میں غزوہ سمرقند پیش آیا۔ ۲۲ رجب ۶۰ھ کو آپ کی وفات ہوئی۔ دمشق میں باب صغیر پر آپ کو دفن کیا گیا اور اس کے ساتھ ہی المیہ کے طور پر اس تلخ حقیقت کا اظہار کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کے تعامل کو شریعت میں مصدر شریعت کی حیثیت حاصل ہے اور اس مقدس جماعت کی تبلیغی اور جہادی مساعی کے ذریعہ ہم تک اسلام پہنچا۔ اگر پاکستان کی بنیاد دو قومی نظریہ پر ہے تو پھر یہی مقدس جماعت اس نظریہ کی حامی ہے کیونکہ انہوں نے ہی نظام کفر اور طاغوتی طاقت کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور اسی راہ میں اپنا مال، وطن اور جان عزیز سب کچھ قربان کر دیا۔ اشاعت اسلام میں جس نوعیت کی قربانی اس جماعت نے پیش کی ہے اس کی نظیر قیامت تک نہیں پیش کی جا سکتی۔ تو پھر یہ کتنی ناانصافی اور احسان فراموشی ہے کہ خلفاء راشدین کے ایام وفات پر سرکاری طور پر تعطیل نہیں کی جاتی۔ اور پھر صحافتی اصحاب میں یہ کتنی بے حسی اور بے فکری و افلاس ہے کہ وہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے یوم پر اخبارات میں ان کی یاد میں ایک لفظ بھی تحریر کرنا گوارا نہیں کرتے حالانکہ وہ اس لحاظ سے بھی ہمارے محسن ہیں کہ سندھ کی فتح کا آغاز انہیں کے سنہری دور خلافت میں ہو چکا تھا۔ (حقیقت، بہاولپور ۱۶، فروری ۱۹۶۹ء)

محمد عمر فاروق

مذہبی آزادی کا امریکی قانون

امریکی صدر بل کلنٹن نے حال ہی میں ایک ایسے ترمیمی بل پر دستخط کر دیئے ہیں۔ جس سے ملنے والے اختیارات کے تحت صدر کلنٹن مذہبی بنیاد پرستی کو فروغ دینے اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی کرنے والے کسی بھی ملک کے خلاف اقتصادی پابندیاں عائد کر سکیں گے۔ تفصیلات کے مطابق اس سے ۷۷ ممالک میں مذہبی آزادیوں کی نگرانی اور اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے ۹ ارکان پر مشتمل ایک کمیشن بنایا جائے گا۔ جب کہ ایک ایسے سفیر کا تقرر بھی عمل میں لایا جائے گا جو ان ممالک میں مذہبی صورت حال کا جائزہ لے گا۔

سوویت یونین کے انہدام کے بعد اب امریکہ یکہ و تنہا سُپر پاور ہے۔ جس کے بِرتے پر اس کا سر کش اور مُنہ زور گھوڑا دنیا کے قوانین اور دساتیر کو پاؤں تلے روندتے ہوئے سرپٹ دوڑ رہا ہے۔ کوئی ایسی مستحکم اور مضبوط قوت اب باقی نہیں رہی جو اس کے مُنہ میں لگام دے سکے۔ جس کی واضح مثال اس امریکی قانون کی منظوری پر دنیا کے کسی بھی حصے میں کسی ردِّ عمل کا اظہار نہ کیا جانا ہے۔ عالم کفر کی خاموشی تو سمجھ میں آسکتی ہے کہ کفر ملت واحدہ ہے۔ لیکن عالم اسلام کی مجرمانہ غفلت و خاموشی اُمت مسلمہ پر طاری اجتماعی بے حسی اور مرگ آسا جمود کی شاہدِ عدل ہے۔

مذہبی آزادی کا امریکی قانون تو اب منظور ہوا ہے۔ جب کہ دیگر ممالک اور بالخصوص مسلم ملکوں میں امریکی مداخلت اور دہشت گردی کے آغاز کو ایک عرصہ گزر چکا ہے۔ مسلمانوں کو بنیاد پرست قرار دے کر یہود و نصاریٰ اس گمراہ کن پروپیگنڈے میں مصروف ہیں کہ مسلمان دہشت گرد، وحشی، اجڈ، جنونی، خونخوار اور ظالم ہیں۔ تا کہ دیگر قومیں بھی مسلمانوں سے خوف زدہ ہو کر امریکہ کی قیادت میں متحد ہو جائیں اور اسلام کے خلاف اپنی تمام قوتیں مجتمع کر کے اسلام کو بیخ و بُن سے اکھیڑ دیا جائے۔

ایک طرف امریکہ اور اس کے دوست ممالک افغانستان، سوڈان اور اس سے پہلے عراق پر دہشت گردی کو جائز سمجھتے ہوئے جب جی چاہے چڑھ دوڑتے ہیں۔ خود دیگر ملکوں میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا رونا روتے ہیں۔ جب کہ دوسری طرف اسرائیل کی پشت پناہی کرتے ہوئے ہزاروں فلسطینیوں کے قتل عام پر دَم سادھ لیتے ہیں۔ بلکہ ان کے حقوق کے لئے صف شکن مجاہد تنظیم ''حماس'' کو دہشت گرد قرار دے دیا جاتا ہے۔

دنیا میں دہشت گردی کی پہلی اینٹ امریکہ نے جاپان کے دو شہروں ناگاساکی اور ہیروشیما پر ایٹم بم گرا کر رکھی تھی۔ حقائق حقائق ہوتے ہیں۔ سوڈان میں عیسائیوں کے ہاتھوں گزشتہ پندرہ برس میں ۱۳ ، لاکھ سے زائد مسلمان شہید کئے جا چکے ہیں۔ جن کو امریکہ کی حمایت اور تعاون حاصل ہے۔ جب کہ سوڈان پر اقتصادی پابندیاں بھی امریکہ کے طفیل عائد ہیں۔ غور طلب بات ہے کہ اس غنڈہ گردی پر ایمنسٹی انٹر نیشنل کیوں مہر بلب ہے۔ کشمیر میں بھارتی درندوں نے پچھلے نو برس میں ۶۶۱۵۸ مسلمانوں کو شہید اور ۳۸۴۵۰ افراد کو معذور کیا ہے۔ عراق میں اقتصادی پابندیوں کے نتیجے میں ۱۲ ، لاکھ سے زائد بچے خوراک اور طبی امداد نہ ملنے کی وجہ سے جاں بحق ہو چکے ہیں۔ الجزائر میں چھے سال سے فرانس کی سرپرستی میں فوج ۸۰ ہزار افراد کو موت کے گھاٹ اتار چکی ہے۔ کوسووو کے ۲لاکھ ۸۰ ہزار مسلمان مہاجرین بھوک اور سردی سے جاں بلب ہیں۔ جو سرب عیسائی فوج کی وحشیانہ کارروائیوں سے بے گھر اور دربدر ہو چکے ہیں۔

لیکن امریکہ کا اندھا قانون اور انسانی حقوق کے تحفظ کی دعویدار تنظیمیں انسانیت کی پامالی اور خون مسلم کی ارزانی پر کیوں لب کشائی نہیں کرتیں۔ کیا یہ لاکھوں کی تعداد میں موت کے منہ میں دھکیل دیئے جانے والے انسان نہیں تھے۔ جن کا جرم محض یہی ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔

افسوس تو یہ ہے کہ عالم اسلام خود کفر کا دست و بازو بن کر اپنی بربادی کا آپ سامان کر رہا ہے۔ وہ بھی مسلمان تھے جو ایک عورت کی پکار پر عرب سے سندھ تک آپہنچے تھے۔ ایک ہم ہیں کہ اپنی ذات کے خول میں بند سب کچھ آنکھوں سے دیکھ کر بھی حال مست ہیں۔ مگر دشمن کی بھڑکائی ہوئی آگ اب ہمارے دروازوں تک بھی پہنچ رہی ہے۔ جو آج سلگتی ہوئی چنگاری ہے تو کل شعلۂ جوالہ بھی بن سکتی ہے۔

امریکہ دنیا میں دہشت گردی روکنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ لیکن امریکہ ہی میں کیلیفورنیا کے ایک شہر میں دس لاکھ ڈالر سے تعمیر کردہ مسجد کو امریکی دہشت گردوں نے ۱۹ ، منٹ میں جلا کر خاکستر کر دیا۔ لیکن حکام ٹس سے مس نہ ہوئے اور آج تک اس سفاکانہ کارروائی پر کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔ امریکہ میں یہودیوں کی آبادی ۶۰ لاکھ ہے اور اقتدار میں ان کا حصہ ۳۵ فیصد ہے۔ جب کہ مسلمانوں کی تعداد ۵۰ لاکھ ہے مگر امریکی ریاستی عہدوں پر کوئی ایک بھی مسلمان فائز نہیں ہے اور یہ امتیازی سلوک صرف مسلمانوں کے ساتھ روا رکھا گیا ہے۔ دن رات جمہوری آزادیوں کا راگ الاپنے والا امریکہ اس طرح اپنے ہی ملک میں جمہوری اور بنیادی انسانی حقوق کو مذہبی عصبیت کی بھینٹ چڑھا رہا ہے۔

دوسرے ممالک کے داخلی معاملات میں بے جا مداخلت کرنے والی امریکی حکومت اس حقیقت

سے کس لئے صرف نظر کرتی ہے کہ ۱۹۸۰ء سے لے کر اب تک امریکہ میں چار لاکھ افراد ایک دوسرے کے ہاتھوں مارے گئے۔ یہ تعداد پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے دوران امریکیوں کی مجموعی ہلاکت سے بھی زیادہ ہے۔ اور امریکہ میں قتل کے واقعات کا تناسب یورپ اور برطانیہ کے مقابلہ میں تین سے پانچ گنا زیادہ ہے جو مہذب، معزز اور روشن خیال کہلانے والی امریکی قوم کے منہ پر ایک زبردست طمانچہ ہے۔

امریکہ اور اس کے حلیفوں کو دوسروں پر پابندیاں عائد کرنے سے پہلے اپنے احوال کا جائزہ لینا چاہیے اور مسلمانوں سے پرانے حساب چکانے کی بجائے ان کی طرف خیر سگالی کا ہاتھ بڑھانا چاہیے۔ دنیا آگاہ ہے کہ مسلمان کتنا ہی لہو ولعب میں ڈوب کر گناہ گار کیوں نہ ہو جائے لیکن اس کے رگ وپے میں دوڑنے والا حلالی خون جب کبھی جوش میں آجاتا ہے تو پھر وہ کبھی حجاج بن یوسف، محمد بن قاسم، طارق بن زیاد اور کبھی سلطان صلاح الدین ایوبی اور ان کے روحانی فرزندوں ملا محمد عمر، شیخ عمر عبدالرحمن اور اسامہ بن لادن ایسے اسلام کے بہادر بیٹوں کی صورت میں کفر زادوں کے آگے سدِّراہ بن جاتا ہے۔ تاریخ کا ایک یہ بھی پہلو ہے کہ جب خود اسلامی سلطنتیں کفریہ طاقتوں سے ساز باز کرنے لگتی ہیں تو خلاق اعظم ان کے اپنے اندر سے ایسے ہی سر بکف مردانِ جلیل پیدا کر دیا کرتا ہے جو اٹھ کر تاریخ کا دھارا بدل دیتے ہیں۔ جو کٹ تو جاتے ہیں مگر جھکتے نہیں اور انہوں نے غیروں کے آگے جھکنا ہی کب سیکھا ہوتا ہے۔ مسلمان تو آزاد فطرت ہے۔ غلام نہیں کہ کفر زادوں کے آگے سینہ تاننے کی بجائے سرنگوں ہو جائے۔

بقیہ از صفحہ ١٧

سنائی اور دس ہزار روپے کا بھی ذکر کیا۔ بیوی نے کہا

"آپ نے دس ہزار روپے لے بھی لئے! یہ تو تھوک کر چاٹنے والی بات ہے۔"

وہ صاحب اسی وقت گئے اور اس وقت تک گھر واپس نہیں آئے جب تک اپنے مؤکل کو ڈھونڈ کر دس ہزار روپے۔ مقدمہ کے کاغذات کے ساتھ واپس نہیں کر آئے کہ:

احساس مر نہ جائے تو انسان کے لئے
کافی ہے ایک راہ کی ٹھوکر لگی ہوئی!

رزقِ حلال

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

ہمارے ارد گرد ماحول میں بہت سارے ایسے واقعات بکھرے پڑے ہیں کہ انسان کے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جنوبی پنجاب کے ایک بہت بڑے خاندان کے ایک نوجوان جو پیشے کے لحاظ سے ایک اعلیٰ پائے کے وکیل تھے اور فارسی ادب میں بھی کافی دسترس رکھتے تھے۔ مطالعہ وسیع تھا۔ پریکٹس اچھی خاصی تھی۔ اپنے چند عزیزوں کے ساتھ حج پر گئے۔ وہاں روس سے آئے ہوئے مسلمانوں سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ اس دور کے روس کی گھٹن کی فضا میں اللہ رسول کا نام لینا بہت مشکل کام تھا۔ کہ اس دور کا الہامی تعلیمات کا منکر، لینن پرائزونر بن جاتا تھا۔ اور اللہ رسول کا نام لینے والے پر زندگی اجیرن کر دی جاتی تھی۔ وکیل صاحب روسی مسلمانوں سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ بہت متاثر ہوئے۔ ان کے امیر کو اپنی طرف سے رقم کی صورت میں کچھ ہدیہ دینا چاہا۔ انہوں نے شکریے کے ساتھ انکار کر دیا۔ سوچتے رہے کہ انہوں نے میری پرخلوص پیش کش کو کیوں ٹھکرایا ہے۔ آخر اس نتیجے پر پہنچے کہ گفتگو کے دوران میری وکالت کا ذکر آیا تھا۔ ہو نہ ہو وکالت کے جھوٹ سچ کے ملغوبے کی مشکوک کمائی کی وجہ سے انہوں نے میری طرف سے پیش کردہ ہدیے کو قبول نہیں کیا۔ وہیں حرم پاک میں ارادہ کر لیا کہ وہ اس مشکوک پیشے کو ہمیشہ کے لئے ترک کر دیں گے۔ اور حتی الوسع حلال کی کمائی کی جستجو کی جائے گی۔ واپس پاکستان آ کر انہوں نے بظاہر وکالت جیسے معزز پیشے کو چھوڑ کر خالص محنت مزدوری کی زندگی اختیار کر لی۔ اپنی تھوڑی سی زمین تھی۔ اس پر کاشت شروع کر دی۔ اسی میں ہی سبزی ترکاری اگاتے۔ کچھ بیچتے، کچھ کھاتے۔ زیادہ سے زیادہ کوشش کرتے کہ دال ساگ پر گذارہ کیا جائے۔ زندگی ایک اچھے ڈھب پر چل نکلی تھی کہ ایک دن خاندان میں سے ایک صاحب آئے اور اصرار کیا کہ ہمارے ایک مقدمہ کی پیروی کی جائے۔ ہمیں آپ پر اعتماد ہے۔ ہم نے اور کسی کی طرف نہیں جانا۔ بس آپ کو ہی وکیل کرنا ہے۔ انہوں نے بہت انکار کیا کہ جب اس پیشے کو ہی خیر باد کہہ دیا ہے اب اسے دوبارہ اختیار کرنا میرے بس میں نہیں ہے۔ آنے والے نے مقدمے کی صحت کا سہارا لے کر انہیں مجبور کر دیا کہ یہ ایک مقدمہ وہ ان ہی سے کرائیں گے۔ اور ساتھ خرچ اخراجات کے نام پر دس ہزار روپے بھی دے دیئے۔ وہ اللہ کا بندہ گھر گیا اور بیوی کو ساری کہانی کہہ

بقیہ ۱۶ صفحہ پر ملاحظہ کریں

سید عطاء المحسن بخاری

جناب قاضی مظہر حسین کی خدمت میں

یادش بخیر جناب قاضی مظہر حسین صاحب چک والی نے پھر مجھے یاد فرمایا اور اپنے ماہنامے ("حق چار یار" جولائی تا نومبر ۱۹۹۸ء، مولانا عبداللطیف جہلمی نمبر) میں مجھے یزیدی کے لقب سے ملقب فرما کے اپنے خفیہ رافضی و سبائی جذبہ کو تسکین بہم پہنچائی اور یوں مجھے اہل سنت والجماعت کے طبقۂ صادقہ سے خارج کر کے جیل کی ہوا کھانے تشریف لے گئے۔ جناب چک والی صاحب کی پرابلم کیا ہے، یہ میں آج تک نہیں سمجھ سکا۔ ملاحظہ فرمائیے، مفتی محمود رحمہ اللہ، مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا حق نواز جھنگوی، مولوی عزیز الرحمن اور سیدنا وامامنا الصادق الراشد حضرت اقدس واعلیٰ معاویہ رضی اللہ عنہ تک چک والی صاحب کسی سے بھی تو راضی نظر نہیں آتے۔ حالانکہ قاضی چک وال کا اب پچھلا پہرا ہے اپنے کئے دھرے کی جزا سزا بھگتنے کے دن قریب آرہے ہیں۔ انہیں تو فکر آخرت میں محو ہو جانا چاہئیے۔ نہ جانے وہ دنیا میں کسی سے راضی بھی ہیں؟ میں تو سمجھتا ہوں کہ حضرت ایسی بلائے بے درماں ہیں کہ جان چھڑائے نہ بنے۔ میں نے احباب کے اصرار و تقاضوں کے بعد جناب قاضی صاحب کے متعلق قلم کو جبراً دارالسکوت میں پھینک دیا تھا اور پھر کئی برس جناب قاضی صاحب کے متعلق اشارتاً یا کنایتاً کبھی کچھ نہیں لکھا۔ لیکن قاضی صاحب ایسے بزرگ ہیں جو راہ چلتے لوگوں کی پگڑی اچھال کے حق و صداقت کی "بھول بھلیوں" میں مست الست رہتے ہیں اور یوں اپنے حق پژوہ ہونے کا ناد بجاتے ہیں۔ قاضی صاحب کے حلقۂ احباب میں ایک بھی ایسا نہیں جو ان کی قدسیت میں "رخنہ" ڈالے اور اتنا ہی کہہ دے کہ حضرت چک والی صاحب! بس کریں۔ رہنے بھی دیں۔ حضرت چک والی صاحب نے مجھے یزیدی کہا ہے۔ تو جواباً ان کی "حضرتیت" کو جھنجھوڑنے کے لئے انہیں رافضی اور سبائی کہا جا سکتا ہے۔ اور یہ بات حضرت کے مسلکی پسماندگان کو پل بھر نہیں بھائے گی اور وہ آپے سے باہر ہو کر اول فول بکیں گے۔ حضرت کے علو مرتبت کا ناقوس بجاتے پھریں گے اور میری ذات پر کیچڑ اچھالتے رہیں گے اور عین ممکن ہے کہ حضرت سے کسب فیض کرنے والے سبائی صفت مُرید مَرید مجھ پر حملہ آور بھی ہو جائیں کہ محبت کے غلو کا اثر و ثمر یہی ہوتا ہے۔ قاضی صاحب چک والی سے پوچھا جا سکتا ہے۔ کیا آپ اپنے سوا کسی کو صاحب حق سمجھتے بھی ہیں کہ نہیں؟ حق آپ کے پسندیدہ افراد کے دائرہ میں بند ہے؟ آپ کے پسندیدہ اشخاص کے علاوہ کوئی بزرگ بھی ہے کہ نہیں؟ کیا دیوبندی، سہارنپوری، دھلوی، جونپوری، لکھنوی بزرگوں کا بھی کوئی بزرگ ہے۔؟ یا یہ پوری کائنات کا ملخص صالحیت ہیں؟ کیا مذکورہ بزرگ، صحابہ سے بھی بڑے بزرگ ہیں؟ کیا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی آراء ان کی آراء سے کمزور ہیں؟ ناقص ہیں؟ مرجوح ہیں؟ کیا ان ہندوستانی بزرگوں کی آراء سے اختلاف دین حق کی عمارت سے نکال باہر کرتا ہے؟ یا صحابہ کی رائے سے اختلاف و خلاف دین حقہ کی عمارت میں دراڑیں ڈالتا ہے؟ حضرت چک والی فرمائیں کہ........

(۱) سیدنا عبداللہ بن عباس (۲) سیدنا عبداللہ بن عمر (۳) سیدنا عبداللہ بن جعفر طیار (۴) سیدنا نعمان بن بشیر (۵) سیدنا ابوایوب انصاری (۶) سیدنا محمد بن علی رضی اللہ عنہم و عن سائر الصحابۃ والتابعین کے متعلق ان کی کیا رائے ہے؟ اگر کسی کو "یزیدی" کہنے سے ثواب ملتا ہے تو پہلے ان قدسی صفت آسمان نبوت کے ستاروں کو یزیدی کہیں۔ مجھے یزیدی کہنے سے کیا حاصل؟ میں تو صحابہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مستعمل ڈھیلوں کے برابر نہیں ہوں۔ مجھے مارا تو کیا مارا۔ ذرا اُدھر منہ کریں پھر دیکھیں آپ کے منہ پر کیا پڑتا ہے۔ ہیں تو آپ کی بزرگانہ عمر کے اعتبار سے بھی کم تر ہوں ایک معتز کافر بھی محترم ہے چہ جائیکہ آپ۔ مگر آپ کے نزدیک ہندوستانی بزرگ، مدنی و مکی بزرگوں سے بڑھ کر ہیں۔

ایں کار از تو آید و قاضی چنیں کند

حضرت اقدس عَلَمِ المحدثین امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے مبارک قول کے بعد بھی آپ کے ہندوستانی بزرگ صحابہ کے مقابلے میں صاحب فضیلت ہیں تو یہ آپ کا ہی کمال ہو سکتا ہے اپنی تو سٹی گم ہو جاتی ہے۔ آپ شاید جانتے ہوں کہ عبداللہ بن مبارک نے فرمایا تھا...... "میدان جہاد کا غبار جو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے نتھنوں میں پڑ گیا ہے (معیت رسول میں) وہ ناک کی میل حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ جیسے ایک ہزار آدمی سے بھی افضل ہے"۔ آپ کے ہندوستانی بزرگوں کا چراغ اس آفتاب کے سامنے کیسے جل سکتا ہے!

آپ لوگوں کے پاس گھسی پٹی ایک نامعقول بات ہے کہ انہوں نے مصلحتاً یزید کی بیعت کی تھی۔ چلئے میں یہ زہر کا پیالہ پی لیتا ہوں اور مان لیتا ہوں، آپ سے سوال ہے کہ جس مصلحت کے ماتحت اُن ائمہ امت نے یزید کی بیعت کی تھی آپ بھی اسی مصلحت کے ماتحت سکوت اختیار فرمائیں۔ آپ اس کے خلاف روافض کی طرح ہرزہ سرائی میں دن رات کیوں مصروف ہیں؟ دوسری بات یہ کہ محمد علی جناح سے لیکر نواز شریف تک آپ اور آپ کے بزرگوں نے کسی مصلحت کے ماتحت ان کو قبول نہیں کیا۔ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے اعاظم امت ایسی مصلحتوں کا صید زبوں تھے کہ انہوں نے ایک بدمعاش کی بیعت کر لی، اس کی امامت میں نمازیں بھی ادا کیں اور اس کی امارت میں جہاد بھی کیا۔ تو اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ آپ اور آپ کے بزرگ، مُریدین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صدق و صفا سے حق و صداقت پر استقامت میں بڑھتے ہوئے ہیں۔ تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

حضرت قاضی چک وال صاحب (زید علمہ ورؤیاہ) فرمائیں کہ جو کچھ ایرانی و ہندوستانی بزرگ یزید کے بارے میں کورس گاتے ہیں۔ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی یزید کو یہ تحائف دیئے؟ خصوصاً حبرِ عمادِ اُمت نے بیعت کی تھی؟۔ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر پوچھا جا سکتا ہے آپ اور آپ کے بزرگ کیا حیثیت رکھتے ہیں اور اگر جواب مثبت ہے تو مستند حوالوں سے نوازیں۔ "چڑیۃ الکبوتر" کے حوالے، خوابوں کی دنیا کے کرامتی و قرمطی فوارے اُبالنے کی سعی بے کار نہ کریں۔ اللہ آپ کے اور ہمارے حال پر رحم فرمائے (آمین)

دعا گو: عطاء المحسن بخاری

راؤ عبدالنعیم نعمانی (بورے والہ)

شریعت بل اور ہم

پچاس سال بعد مختلف جدوجہد اور مختلف تحریکوں اور بے شمار قربانیوں کے بعد موجودہ حکومت پاکستان نے ملک میں شریعت کے نفاذ کا بل پیش کیا ہے اور امید کی جارہی ہے کہ ان شاء اللہ العزیز مستقبل قریب میں پاکستان میں شریعت کا نفاذ ہو جائے گا۔ جوں جوں یہ وقت قریب آرہا ہے ملک کے وہ تمام عناصر جو میں اسلامی نظام کے نفاذ کو پسند نہیں کرتے، طرح طرح کی رکاوٹیں پیدا کرنے اور انواع و اقسام کی غلط فہمیاں پھیلانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ کچھ لوگ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ اسلامی نظام (العیاذ باللہ) چودہ سو برس پرانا اور فرسودہ نظام ہے۔ جو دور حاضر کے مسائل کو حل نہیں کرسکتا اور کچھ شریعت بل کو "شرارتی بل" کہہ رہے ہیں اور کچھ نے اس کو اختلافی قرار دیا ہے۔ غلامانہ ذہنیت رکھنے والے گھسی پٹی جمہوریت کے دلدادہ افغانستان کے عادلانہ نظام سے خائف طالبان کی تمام تر قربانیوں کو فراموش کرتے ہوئے طرح طرح کی بولیاں بول رہے ہیں۔ سائنس دانوں کے قول کے مطابق یہ زمین و آسمان یہ چاند اور سورج تو کروڑوں بلکہ اربوں سال پرانے ہیں۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا قدامت کے باعث ان کی افادیت ختم ہو گئی ہے۔ اگر جدت پسند طبقہ تجدد کا اتنا دلدادہ ہے تو پھر وہ اس قدیم زمین اور پرانے چاند، سورج اور آب و ہوا سے کیوں استفادہ کر رہے ہیں؟ اقطار السموت والارض سے نکل کیوں نہیں جاتے اور نئی دنیا کیوں نہیں آباد کر لیتے۔ کسی چیز کی قدامت اس کا عیب نہیں ہے۔ اصل چیز اس کی افادیت ہے اور قرآن و سنت اور فقہ کی افادیت کو بحمد اللہ ساری مہذب دنیا چار و ناچار آج بھی مانتی ہے۔ اور جوں جوں انسان ارتقائی منازل طے کرتا جائے گا تو دنیا مانتی چلی جائے گی۔ اہل علم و بصیرت جانتے ہیں کہ قرآن کریم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیئے ہوئے نظام حیات میں انسانی فلاح و بہبود کے تمام اسرار مضمر ہیں۔ جو نہ تو کسی دور میں پرانے ہوئے اور نہ قیامت تک پرانے ہوں گے۔ زمانے کی رفتار و انداز میں تبدیلیاں ہوتی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔ اصل چیز تو دین کے محکمات ہیں۔ وہ عالمگیر، ہمہ گیر اور ابدی اور سرمدی ہیں۔ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ آیات قرآنی میں غور و فکر کرو۔ تمہارے ہر مرض کی دوا خواہ وہ مرض شخصی ہو یا اجتماعی، سیاسی ہو یا معاشی، نظریاتی ہو یا عملی، تمہیں قرآن و سنت میں ملے گی۔ اس لئے یہ کہنا حماقت ہے کہ موجودہ دور کے مسائل کو اسلامی نظام حل نہیں کر سکتا۔ بعض فکری و نظریاتی بیمار، سامان تعیش میں چلنے والے میڈیا کی یلغار سے مرعوب، کن انکھیوں سے دیکھنے والے، جمہوریت کی غلاظت میں پلنے والے بچھو یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے ابھی معاشرہ تیار نہیں ہوا ہے اس لئے پہلے معاشرے کو تیار کیجئے تب اسلامی نظام کو نافذ کیجئے۔ یہ بات بالکل ایسی ہی ہے کہ کوئی شخص کسی مریض کو لے کر ڈاکٹر کے پاس علاج کے لئے

جائے اور ڈاکٹر جواب دے کہ مریض چونکہ صحت یاب نہیں ہے۔ اس لئے میں دوا نہیں دے سکتا۔ جب یہ صحت یاب ہو جائے تو لے آنا۔ حالانکہ دوا تو اس لئے ہوتی ہے کہ مریض کو صحت بخشے۔ اسلامی نظام تو بیمار معاشرے کے لئے دوائے شفاء ہے اور یہ بات تجربے سے ثابت ہے کہ عرب و ایران، ہندوستان اور روم کے وہ معاشرے جو صدیوں سے بیمار تھے۔ اسلامی نظام کی برکتوں سے فیض یاب ہو کر نہ صرف یہ کہ صحت یاب ہوئے بلکہ ان کی خاک سے ایسے عبقری اٹھے جنہوں نے صدیوں تک انسانیت کے گم کردہ راہ قافلوں کی رہبری کی۔ اور آج بھی ان کا نشان قدم رہروانِ کاروانِ شرافت کے لئے نشانِ راہ ہے۔ اور ایک طبقہ ان متجدّدین کا ہے جنہوں نے اپنے تمام امور کے لئے واشنگٹن، ماسکو اور لندن کو قبلہ بنا لیا ہے۔ اور مغربی تہذیب کی ظاہری چمک دمک نے ان کی آنکھوں کو خیرہ اور فکر و نظر کو اسیر کر رکھا ہے۔ یہ لوگ اسلامی حدود اور تعزیرات کو وحشیانہ اور اسلام کے نظام معاشرت و معیشت کو فرسودہ خیال کرتے ہیں حالانکہ صورت بالکل برعکس ہے۔ مغرب بےچارہ خود اپنے تیار کئے ہوئے جہنم میں جل رہا ہے۔ اس کا معاشرہ شکست و ریخت کا شکار ہو چکا ہے۔ باپ اور بیٹے کے تعلقات، ماں اور بیٹی کی محبتیں، خاندان کی یک جہتی اور ہم آہنگی مغرب میں داستانِ ماضی اور قصۂ پارینہ بن چکی ہیں۔ اخلاق کا یہ عالم ہے کہ امریکہ کے شہر نیویارک میں صرف گیارہ گھنٹوں کے لئے بجلی فیل ہو گئی تھی تو تقریباً گیارہ کروڑ ڈالر کا مال لوٹ لیا گیا، تین ہزار عورتوں پر مجرمانہ حملے کئے گئے، سینکڑوں آدمی قتل ہوئے اور سینکڑوں بچے اغوا ہوئے اور کیا کچھ نہ ہو گیا۔ مبصرین کا کہنا ہے کہ انسان گیارہ گھنٹوں کے لئے درندہ بن گیا تھا۔ معلوم ہوا کہ مغرب میں تہذیب کی روشنی نہیں بلکہ صرف روشنی ہے کہ روشنی ہو رہی ہے۔ لوگ قانون کا احترام کرنے والے مہذب و متمدن نظر آتے ہیں اور روشنی گل ہو گئی تو تہذیب و شرافت سب رخصت ہو گئے۔ غور کیجئے کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ مغربی تہذیب کی بنیاد ظاہری چمک دمک اور ریاکاری و مکاری سے پُر ہے۔ وہاں سوائے ملمع کاری اور تصنع کے کچھ نہیں۔ اس کے مقابلے میں اس گئی گزری حالت میں بھی سعودیہ میں حدود کے نظام کو دیکھیں جب کہ باقی تمام نظام میرے نزدیک اسلامی اصولوں پر پورا نہیں اترتا باوجود اس کے لاکھوں کروڑوں روپے کا مال دکانوں پر کھلا پڑا رہتا ہے۔ دکان دار رات کے وقت ایک پردہ لٹکا کر چھوڑ دیتا ہے اور گھر چلا جاتا ہے۔ لیکن کسی کی مجال نہیں کہ اس کے مال و متاع کی طرف ایک نگاہ غلط انداز بھی ڈال دے۔ کیا اس کی وجہ سعودی عرب میں دولت کی ریل پیل ہے؟ اگر دولت کی ریل پیل کو ہی معیار قرار دیا جائے تو اس سے بہتر حالات امریکہ میں ہیں جہاں دنیا میں جرائم کی شرح سب سے زیادہ ہے۔ البتہ اس وقت اسلامی نظام، زندگی کے ہر شعبے پر حاوی ہے جو طالبان کے ذریعے سے افغانستان میں نظر آتا ہے۔ جس کے خلاف پوری دنیائے کفر سازشوں کے جال بن رہی ہے اور ہر ممکن کفر کی یہ کوشش ہے کہ ایسا نہ ہو کہ انقلاب افغانستان پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔ اور یورپ کے سرمایہ دارانہ نظام کے خزاں رسیدہ اوراق ایک ایک کر کے جھڑ جائیں۔ صنم خانوں میں خاک اڑنے لگے اور بت کدے خاک میں مل جائیں۔ جمہوریت قصۂ پارینہ بن جائے۔

لارڈ میکالے کا دیا ہوا نظام تعلیم جس میں مسلمان کو مسلمان نہ چھوڑا اور ہندو کو ہندو نہ رہنے دیا یہ کسی عمیق غار میں نہ جا گرے۔

غور وفکر کرنے پر آپ کو یہ معلوم ہو گا کہ یہ فیضان صرف اسلامی نظام کا ہے جس نے وہاں کے (افغانستان) معاشرے کو پاکیزہ اور صاف ستھرا بنا دیا۔ آج کہا جاتا ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹ دینے سے ملک بھر میں ٹنڈے ہی ٹنڈے نظر آئیں گے اور ہزار ہا لوگ دست بریدہ ہو جائیں گے لیکن میں پوچھتا ہوں کہ افغانستان میں جہاں عرصے سے یہ نظام نافذ ہے کتنے دست بریدہ لوگ ہیں؟ اس طرح کے پروپیگنڈے سے صرف وہی لوگ متأثر ہو سکتے ہیں جو اسلامی حدود اور تعزیرات کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ ہاتھ کاٹ دینا کھیل نہیں ہے۔ آپ جب اسلام کا مطالعہ کریں گے تو ان شاء اللہ العزیز آپ سمجھ لیں گے کہ اسلامی حدود کے نفاذ میں کس قدر احتیاط برتنے کا حکم دیا گیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسلامی نظام صرف چند حدود و تعزیرات ہی کا تو نام نہیں ہے۔ اسلام تو ایک دین، ایک مکمل نظام حیات ہے جو زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے۔ اگر اس ملک میں اسلامی نظام آئے گا تو اس کے ساتھ اسلام کا نظام معیشت، نظامِ اخلاق، نظام تعلیم و تربیت، نظام معاشرت و اخلاق سب کچھ آئے گا اور زندگی کے تمام شعبوں کو قرآن و سنت کے سانچے میں ڈھالا جائے گا۔ جس کے نتیجے میں ان شاء اللہ اس ملک میں کوئی بھوکا، ننگا، بے گھر، بے علم نہیں رہے گا۔ کمزوروں، معذوروں، بیواؤں، یتیموں، بے کس بوڑھوں اور عورتوں کی پرورش کا عشر و زکوٰۃ کی رقومات سے انتظام کیا جائے گا۔ یہاں ایک غلط فہمی دور کردوں بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ضیاء الحق نے عشر و زکواۃ کا نظام رائج کیا ہے اس سے نہ تو غربت ختم ہوئی اور نہ نظام تعلیم درست ہوا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ پورا نظام سلطنت کافرانہ ہو اس میں ایک شق اسلامی رکھ کر جب کہ وہ بھی پوری طرح اسلامی نہ ہو بہتر توقعات وابستہ کر لینا اور پورے اسلامی نظام کو بدنام کرنا بہت بڑی بددیانتی ہے۔ ہونا تو یہی چاہیے کہ انصاف کی بھی کوئی قیمت نہ ہو اور بغیر ایک پیسہ خرچ کئے عوام کو انصاف مہیا کیا جائے۔ رشوت ستانی ملاوٹ، کنبہ پروری، اغوا، رسہ گیری، ڈکیتی، چوری، دھوکہ بازی اور غریبوں کے استحصال کا خاتمہ کر دیا جائے۔ پاکستان کے مختلف صوبوں کے مابین جو معاشی فرق ہے ان کو مٹا دیا جائے۔ فحاشی و عریانی کا خاتمہ کر کے اسلام کے نظام حیاء کو نافذ کیا جائے۔ عورتوں کو وہ حقوق دیئے جائیں جو اسلام نے انہیں دیئے ہیں۔ اقلیتوں کے جان و مال اور ان کے مذاہب و معابد کی حفاظت کی جائے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے شرعی ادارے قائم کئے جائیں۔ امیر کو امیر تر اور غریب کو غریب تر نہ بننے دیا جائے۔ حکومت لوٹ کھسوٹ کا مکمل استیصال کرے اور شریعت کے مطابق دولت کمانے کے ذرائع پر کسی کی اجارہ داری قائم نہ ہونے دی جائے۔ محنت

کرنے والوں کو ان کی محنت کا معقول معاوضہ ملے۔ تو پھر دیکھیں کہ کوئی مریض دوا کے بغیر مرے گا نہ کوئی بچہ پیسے نہ ہونے کے باعث اعلیٰ تعلیم سے محروم رہے گا۔ مختصر یہ کہ جب اس ملک میں اسلامی نظام آئے گا تو اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آئے گا۔ خالی خولی تعزیرات ہی نہیں نافذ ہونی چاہیں۔ آپ خود ہی غور کریں کہ جب ملک کے ہر فرد کو ضروریات زندگی میسّر ہوں اور زندگی بھی سادہ اور نمود و نمائش سے پاک ہو تو پھر چوری کرنے کو کون سا چور باقی رہ جائے گا۔ حکمرانوں چاہیے کہ مغرب کے اندھے مقلدوں اور اسلامی نظام کے دشمنوں کے مکروہ پروپیگنڈے سے متاثر نہ ہوں۔ اور پاکستان میں اسلامی نظام کو مِن کل الوُجوہ نافذ کریں اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اپنے قول و عمل کو اسلامی بنائیں اور نفاذِ شریعت سے قبل سودی نظام کے حق میں حکومتی اپیل واپس لیں۔ ورنہ سود کی موجودگی میں نفاذِ شریعت انتہائی شرمناک فعل ہوگا اور پاکستان پر اللہ کا عذاب مزید بڑھے گا۔ حکمران صحیح معنوں میں شریعت نافذ کردیں تو ان شاء اللہ ہمارے مصائب دور ہو جائیں گے۔

بقیہ از صفحہ ۴۴

(۱۳) جانباز مرزا "کاروانِ احرار" جلد پنجم ص ۴۳۰۔ ۴۲۹، ناشر مکتبۂ تبصرہ لاہور سن اشاعت: اکتوبر ۱۹۸۳

(۱۴) ہفت روزہ "الفضل" سہارنپور ۱۵، جنوری ۱۹۴۳۔ ص ۴

(۱۵) روزنامہ "آزاد" لاہور۔ ۲۰ اگست ۱۹۴۶ء ص ۲

(۱۶) ہفت روزہ "الفضل" سہارنپور ۹ جولائی ۱۹۴۳، جلد ۳ شمارہ ۱۳ ص ۳

(۱۷) FILE NO: PEJ/5/246. PAGE. 23 (INDIA OFFICE LIBRARY LONDON)

(۱۸)(۱۹) "کاروانِ احرار" جلد پنجم۔ ص ۴۲۸

(۲۰) FILE NO: PEJ /5/246. PAGE NO.7

(۲۱) روزنامہ "انقلاب" لاہور۔ ۳، اگست ۱۹۴۳ صفحہ اوّل

(۲۲) "سرگزشت مسکین" ص: ۱۴۰

(۲۳) "سرگزشت مسکین" ص: ۱۵۴

(۲۴) "سرگزشت مسکین" ص: ۱۵۶

(۲۵) "سرگزشت مسکین" ص: ۱۶۵

(۲۶) "سرگزشت مسکین" ص: ۱۷۰، ۱۶۹

(۲۷) "سرگزشت مسکین" ص: ۱۸۳، ۱۸۲

(۲۸) "سرگزشت مسکین" ص: ۲۰۹

سید عطاء المحسن بخاری

میرے ابّا جی رحمہ اللہ

سن تو مجھے یاد نہیں، میں ابھی قرآن مجید حفظ کرتا تھا یا حفظ کر چکا تھا۔ چھوٹے بھائی سید عطاء المومن اور سید عطاء المہیمن سلمہما بھی ابتدائی پاروں میں گوئے سبقت لےجانے میں مصروف تھے۔ ہم تینوں کو اباجی نے بہ اصرار کھدّر کے جوڑے سلوا کر پہنائے، حتیٰ کہ ٹوپی بھی اسی کھدر کی۔ ابھی عید کی نماز پڑھنے کے لئے جانا تھا کہ ہم تینوں نے محلے میں خورونوش کی سجی ہوئی دکانوں کا طواف کرنے اور عید منانے کا مشورہ کیا اور سیدھے اباجی کے پاس اجازت کی غرض سے حاضر ہوئے۔ فرمایا..... ''جاؤ ضرور جاؤ، میں روکتا نہیں، مگر اکٹھے نہ جانا الگ ہو کر جانا۔ میری پونجی تمہی ہو۔ تمہیں یاد ہے نا، قرآن مجید میں ہے کہ سیدنا یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو نصیحت فرمائی تھی۔

يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ط (پ۱۳، یوسف:۶۷)

میرے بچو شہر میں ایک ہی دروازے سے مت داخل ہونا، بلکہ الگ الگ دروازوں سے جانا۔

۱۹۵۳ھ میں خیر المدارس کے ایک استاذ گرامی کے بے جا مارنے سے میرا دل پڑھائی سے اُچاٹ ہو گیا اور میں نے اپنے پاکباز ماحول سے بغاوت کر دی۔ ملتان، لاہور، گجرات عزیزوں رشتہ داروں کے ہاں بھٹکتا رہا، طواف کوئے بغاوت میں قریباً ڈیڑھ برس ضائع کر دیا۔ اباجی ۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں مسلم لیگی سیاست کا شکار ہو کے جیل میں تھے۔ ۵۴ء میں رہا ہوئے تو میں بھی آوارگی سے ''سیر'' ہو کر گھر پہنچ چکا تھا مگر ڈر کے مارے اباجی کے سامنے نہ آتا کہ کہیں مرمت نہ ہو جائے۔ میرے اعمال ان کے سامنے پیش کرنے والے بہت تھے جو سچ اور جھوٹ ملانے میں اسی طرح ماہر تھے جیسے آج کے بد ذات سیاستدان۔ کچھ دن تو یونہی گزر گئے، ایک روز عصر کے قریب صحن میں لیٹے ہوئے تھے کہ مجھے بلایا اور فرمایا میرے ساتھ لیٹ جاؤ۔ میں نے تعمیل حکم میں عافیت جانی اور سینہ سے چمٹ گیا۔ تھوڑی دیر ساتھ چمٹائے رکھا، بہت پیار کیا، سر اور منہ چوما، ایسے معلوم ہوا کہ کلیجے میں ٹھنڈ سی پڑ گئی ہے۔ اور وہ خوف و دہشت جاتی رہی۔ اس کے ساتھ ہی وحشت کے آثار بھی کافور ہو گئے۔ جو مجھے دینی مرکز خیر المدارس جانے سے روکتے تھے۔ کافی دیر اسی کیفیت میں گزری۔ پھر فرمایا، تمام الفاظ تو مجھے یاد نہیں مفہوم کچھ ذہن میں محفوظ رہ گیا ہے وہ کچھ ان کے اور کچھ اپنے الفاظ میں عرض کرتا ہوں فرمایا:

''نہیں پڑھو گے تو کیا کرو گے؟ تم میرے بیٹے ہو کر نہیں پڑھتے، میں لوگوں کو کیا کہوں گا؟
میرے بیٹے ہو تو پڑھ لو، میرے چمڑے کے جوتے پہن لو مگر پڑھ لو۔''

میں دوسرے روز ہی خیر المدارس میں تھا اور دینی تعلیم کے وہ رستے جنہیں میں اپنی آوارہ مزاجی سے تاریک کر چکا تھا اجالنے لگا۔ اللہ پاک نے فضل فرمایا، اباجی کی نصیحت اور دلوں کی ویران دنیا آباد کرنے والی توجہ سے میں راستہ بھولنے یا راستہ بدلنے کی بجائے راہ راست پر چلتے ہوئے سوئے منزل رواں ہوا اور آج منزل کے قریب بلکہ بہت قریب ہوں۔ فللّٰه الحمد.

غالباً ۱۹۴۹ء کی بات ہے۔ دادا جی سید ضیاء الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیمار تھے اور ہم اباجی کی معیت میں ان کی بیمار پرسی کے لئے ''ناگڑیاں'' (ضلع گجرات میں ہمارا جدی گاؤں) پہنچے۔ میں ان دنوں دسواں پارا پڑھتا تھا۔ امرتسر سے اُجڑ کے نئے نئے آئے تھے۔ پاکستان میں ابھی سنبھلنے نہ پائے تھے۔ اسی ویرانی میں میری پڑھائی کے تقریباً اڑھائی برس ضائع ہوئے تھے۔ دادا جی کو ہماری اس حالت کا علم تھا۔

فرمایا...... کیہ پڑھنا ایں؟ (کیا پڑھتے ہو،)

عرض کیا........ قرآن پاک

فرمایا...... کیہڑا سپارہ؟ (کون سا پارہ)

میں نے عرض کیا........ دسواں پارہ

فرمایا........ سناؤ

میں نے اس گھبراہٹ میں...... جو بڑوں کے سامنے ہوتی ہے۔ دسویں پارے کی آیت کریمہ

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَائَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ (پ۱۰)

سنائی۔

تو فرمایا........

سبحان اللہ بوٹا لگ گیا

سبحان اللہ بوٹا لگ گیا

سبحان اللہ بوٹا لگ گیا

تعلیم کے دوران اباجی ہمیں مجلس آرائی کی اجازت نہیں دیتے تھے، نہ اپنی مجالس میں بیٹھنے دیتے۔ اگر چھپ چھپا کے کہیں کونے میں دبک بھی گئے تو نظر پڑنے پر اٹھا دیتے۔ علماء و مشائخ یا کوئی رند پاک سرشت و خوش نہاد آجائے تو اندر سے ہم سب بھائیوں کو بلا کر سب کا تعارف کراتے، مصافحہ معانقہ اور دعائیں لینے کے لئے حسب مقدرت ان کی خدمت پر مامور فرما دیتے ان کے جوتے سیدھے کراتے، ان کی آبدست کے لئے پانی سے لوٹے بھر کر رکھنے کو کہتے، مٹی کے ڈھیلے جمع کر کے رکھنے کو کہتے۔ کھانا، چائے، پانی لانے کے لئے ڈیوٹیاں لگ جاتیں۔ ایسے محسوس ہوتا جیسے بہت معزز و محترم لوگ ہمارے گھر آ گئے ہوں۔ گھر میں ایک عجیب سی رونق و برکت جلوہ فرما رہتی اباجی کا تو حال ہوتا، شاید کہ بہار آئی۔ اباجی جب جماعتی و سیاسی مجلسوں میں مشغول ہوتے تو میں آنکھ بچا کر باہر نکل جاتا اور پنجابیوں کے محلوں میں جو کھیل

بچے کھیلتے ہم بھی وہی کھیل کھیلتے اور کھل کھیلتے۔ ایک روز ایسا ہی موقع غنیمت سمجھ کر میں باہر جانے کو کسمسا رہا تھا کہ اباجی نے میری بے تابی کو بھانپ کر فرمایا کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ میں نے پہلے تو چھپایا پھر ان کے بار بار پوچھنے پر بتا دیا کہ گولیاں کھیلنے جا رہا ہوں۔ اس وقت چونکہ کچھ احرار ساتھی آئے ہوئے تھے۔ اس لئے مجھے اندر بھیج کے ان سے باتوں میں مصروف ہو گئے تھوڑی دیر بعد اندر تشریف لے آئے اور مجھے بلا لیا۔ فرمایا...... ''باہر جا کر مت کھیلو۔ آؤ میں تمہارے ساتھ کھیلتا ہوں''۔ غالباً ایک ہفتہ ان دنوں گھر میں قیام فرمایا تھا۔ وہ ہم پر صرف کر دیا اور ہفتہ بھر ہمیں باہر کی مسموم فضا سے بچا لیا یہ ان کی تربیت کا انداز تھا۔

باپ سے بہتر مربی کون ہو سکتا ہے۔ اسی حسین روش کا نام تو پدری شفقت ہے اور یہی تربیت ہے۔ اکثر فرمایا کرتے...... ''باپ گھر میں آئے تو چمن میں بہار آ جائے۔ ایسے باپ بھی کیا باپ ہیں جو گھر میں داخل ہوں تو معلوم ہو کہ تھانیدار آیا ہے۔''

چمن میں چہکتا وہ عندلیب گیا
چمنِ دھر سے وہ عندلیب گیا
فرازِ ملتِ بیضا خطیب گیا
فرازِ ملتِ بیضا خطیب گیا

بقیہ از صفحہ ٢٧

دیں تو پھر ہم اس کی وحدت کے رستے کو روک رہے ہیں۔ قادیانی ازم کے لئے تو مسلمان ریاست موزوں ہی نہیں تھی اس لئے ان کا یہ کہنا کہ انہوں نے پاکستان کا ساتھ دیا غلط بات ہے۔ اب دیکھیں انہوں نے لندن میں ڈیرے ڈال لئے ہیں اگر کسی نے کینیڈا جانا ہو تو اگر وہ خود کو قادیانی کہے تو اسے ویزا مل جاتا ہے۔ ان کا مسلمان سوسائٹی میں رہنا محال ہے یہ وہاں رہ ہی نہیں سکتے ان کی یہ غلط بات ہے۔ علامہ اقبال سے مجھے بڑی عقیدت اور محبت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میری زندگی میں طوفان پیدا کرنے والے علامہ اقبال ہی تھے اور کچھ میری بھی آبزرویشن تھی جو میں نے قادیانیت کے حوالے سے کی تھی۔ انہوں نے کیا خوب کہا تھا کہ

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

جب کہ دوسری طرف مرزا غلام احمد کہتے ہیں کہ

یارو خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں
تم اپنی عاقبت پاک صاف بناؤ گے یا نہیں

علامہ اقبال نے میری زندگی کو جھنجھوڑ دیا۔ (بہ شکریہ ہفت روزہ ندائے ملت، لاہور ١٠ تا ١٦ / ستمبر ١٩٩٨ء)

زیڈ اے سلیری

"جہاں اسلام ہو، وہاں قادیانی نہیں چل سکتے"

تحریک پاکستان میں قائد قوم محمد علی جناح کے دست راست اور آج کے بزرگ صحافی جناب زیڈ اے سلیری بلا شبہ ایک تاریخی شخصیت ہیں۔ ان کی شخصیت کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ انہوں نے ایک قادیانی گھرانے میں آنکھ کھولی لیکن ہوش سنبھالتے ہی دین اسلام کی حقانیت اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلینی پر ایمان لے آئے۔ گزشتہ دنوں ہفت روزہ "ندائے ملت" لاہور میں سلیری صاحب کا ایک انٹرویو چھپا۔ اس کا ایک اہم اقتباس ملاحظہ کیجئے (ادارہ)

س: آپ نے قادیان سے تعلیم حاصل کی، آپ قادیانیت سے باغی ہوئے، قادیانی ایک بات کرتے ہیں کہ تحریک پاکستان میں ان کا بھی کردار تھا۔ آپ اس کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

ج:۔ یہ بات بنیادی طور پر غلط ہے، قادیانیوں کو مسلم ملک اور ریاست راس نہیں تھی۔ دیکھئے انگریزوں نے قادیانیوں کو کیسے استعمال کیا۔ ظفر اللہ خان کی آٹھ دس سال کی پریکٹس کی وجہ سے اسے (وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل) کا ممبر بنا دیا اور وہ بھی مسلمان نشست پر۔ اگر قادیانیوں کو الگ فرقہ قرار دیا جاتا تو وہ مسلمانوں کی نمائندگی نہ کر سکتا اور مسلمانوں کی نمائندگی میں انہیں فائدہ تھا۔ مرزا محمود کی بات میں نے خود سنی ہے کہتے ہیں کہ ہم بے شک ہزارواں حصہ ہیں مگر وہ بھی کبھی شروع ہو گا، کیا ہوا اگر یہ پہلے شروع ہو گیا ہے۔ تو ان کا مسلک ایسا تھا کہ یہ ٹھیک مسلمان سوسائٹی میں پنپ نہیں سکتے کیونکہ وہاں پر جو فضا ہوتی ہے وہ ختم نبوت کی ہوتی ہے، اسلام کی ہوتی ہے اس میں نہیں چل سکتے۔ میں نے اسلام کو بہت سٹڈی کیا، اقبال کو پڑھا دیگر لوگوں کو پڑھا، اس سے پہلے رد عمل تھا۔ یہ چیز ہے کہ Finality میسج کے ساتھ ہے، اگر میسج مکمل ہے تو پھر وہ مکمل ہے، اللہ کی ذات میں شرک نہیں ہو سکتا، اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں سب گناہ معاف کر سکتا ہوں شرک کو معاف نہیں کر سکتا، شرک حقائق کے خلاف ہے کہ تخلیق میں اللہ تعالیٰ کا کوئی حصہ دار ہو۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی خالقیت میں کوئی شرکت نہیں ہو سکتی اسی طرح رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت میں کوئی شرکت نہیں ہو سکتی، اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کچھ ہیں بغیر پیغام کے۔ قرآن وہی ہے صرف تشریح کی ہے۔ آپ کی حالت یہ ہے کہ پیری مریدی ہوتی ہے وہ اس میں اللہ اور رسول کو بھی بھول جاتے ہیں اور پیر کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں باقی سب کچھ ماورا ہو جاتا ہے، یہ جو حجاب ہے رسول کی ذات پر، امت پر، جو پیدا ہوا ہے یہ صریحاً گمراہی ہے۔ یعنی ہماری نظروں سے نہ اللہ تعالیٰ اوجھل ہونا چاہیئے نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اوجھل ہونا چاہیے۔ میں اسے ایمان کہتا ہوں۔ چلو سمجھ لیں کہ یہ آ گئے، اس کے بعد کیا ہوا؟ بند ہو گیا؟ اگر آپ کے مرزا صاحب نے بند کر دی ہے نبوت۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ختم نبوت ان کی طرف ٹرانسفر ہو گئی اور اگر جاری ہے تو پھر وہ کسی اور کا انتظار کریں۔ میرا ایمان پختہ ہے کہ دنیا نے کسی نہ کسی طرح اسلام کی طرف آنا ہی ہے۔ یہ فطرت کا مذہب ہے، ہر ایک نے آنا ہے۔ اور ہم نے یہ ٹولیاں بنانا شروع کر

بقیہ ۲۶ صفحہ پر ملاحظہ کریں

مولانا مشتاق احمد (چنیوٹ)

قادیانی فقہ

• محترم مولانا مشتاق احمد نے قادیانی کتب سے عجیب الخلقت قسم کے مسائل جمع کیے ہیں اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے انہیں ذیل میں درج کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

۱۔ پیشہ ور عورت کی رقم کا حسنِ استعمال:۔

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ انبالہ کے ایک شخص نے حضرت صاحب سے فتویٰ دریافت کیا کہ میری ایک بہن کنچنی تھی۔ اس نے اس حالت میں بہت سا روپیہ کمایا پھر وہ مر گئی اور مجھے اس کا ترکہ ملا مگر بعد میں مجھے اللہ تعالیٰ نے توبہ اور اصلاح کی توفیق دی اب میں اس مال کو کیا کروں؟ حضرت صاحب نے جواب دیا کہ ہمارے خیال میں اس زمانہ میں ایسا مال اسلام کی خدمت میں خرچ ہو سکتا ہے (سیرت المہدی، ج ۱ ص ۲۶۱، ۲۶۲)

۲۔ روزے تڑوا دیئے:۔

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لاہور سے کچھ احباب رمضان میں قادیان آئے۔ حضرت صاحب کو اطلاع ہوئی تو آپ مع کچھ ناشتہ کے ان سے ملنے کے لئے مسجد میں تشریف لائے۔ ان دوستوں نے عرض کیا کہ ہم سب روزے سے ہیں۔ آپ نے فرمایا سفر میں روزہ ٹھیک نہیں، اللہ تعالیٰ کی رخصت پر عمل کرنا چاہیے۔ چنانچہ ان کو ناشتہ کرا کر ان کے روزے تڑوا دیئے (سیرۃ المہدی، جلد دوم ص ۵۹)

۳۔ مریدوں کے ساتھ گروپ فوٹو:۔

مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب مع چند خدام کے فوٹو کھینچوانے لگے تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی۔ اور آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح نیم بند ہو گئیں۔ (سیرت المہدی، جلد دوم ص ۷۷)

۴۔ بواسیر اور نماز:۔

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کسی وجہ سے مولوی عبدالکریم صاحب نماز نہ پڑھا سکے۔ حضرت خلیفہ المسیح اوّل بھی موجود نہ تھے تو حضرت صاحب نے حکیم فضل الدین صاحب کو نماز پڑھانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور جانتے ہیں کہ مجھے بواسیر کا مرض

ہے اور ہر وقت ریح خارج ہوتی رہتی ہے میں نماز کس طرح پڑھاؤں؟ حضور نے فرمایا حکیم صاحب آپ کی اپنی نماز باوجود اس تکلیف کے ہو جاتی ہے یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا ہاں، حضور نے فرمایا کہ پھر ہماری بھی ہو جائے گی۔ آپ پڑھائیے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بیماری کی وجہ سے اخراج ریح جو کثرت کے ساتھ جاری رہتا ہو نواقص وضو میں نہیں سمجھا جاتا۔ (سیرت المہدی، جلد ۳ ص ۱۱۱)

۵۔ افیون، بھنگ، اور دھتورہ کا استعمال:۔

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود نے سل دق کے مریض کے لئے ایک گولی بنائی تھی۔ اس میں کونین اور کافور کے علاوہ افیون، بھنگ اور دھتورہ وغیرہ زہریلی ادویہ بھی داخل کی تھیں اور فرمایا کرتے تھے کہ دوا کے طور پر علاج کے لئے اور جان بچانے کے لئے ممنوع چیز بھی جائز ہو جاتی ہے۔ (سیرت المہدی، جلد ۳ ص ۱۱۱)

۶ ۔ نماز میں پان خوری:۔

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کو سخت کھانسی ہوئی۔ ایسی کہ دم نہ آتا تھا البتہ منہ میں پان رکھ کر قدرے آرام معلوم ہوتا تھا۔ اس وقت آپ نے اس حالت میں، پان منہ میں رکھے رکھے نماز پڑھی تا کہ آرام سے پڑھ سکیں (سیرت المہدی، جلد سوم ص ۱۰۳)

۷۔ افطاری سے چند منٹ پہلے روزہ توڑ دیا:۔

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا تھا کہ دل گھٹنے کا دورہ ہوا اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے۔ اس وقت غروب آفتاب کا وقت قریب تھا مگر آپ نے فوراً روزہ توڑ دیا۔ آپ ہمیشہ شریعت میں سہل راستہ کو اختیار فرمایا کرتے تھے۔ (سیرت المہدی، جلد سوم ص ۱۳۱)

۸۔ نماز میں فارسی نظم:۔

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گرمیوں میں مسجد مبارک میں مغرب کی نماز پیر سراج الحق صاحب نے پڑھائی۔ حضور بھی اس نماز میں شامل تھے۔ تیسری رکعت میں رکوع کے بعد انہوں نے بجائے مشہور دعاؤں کے حضور کی ایک فارسی نظم پڑھی جس کا یہ مصرعہ ہے۔

''اے خدا اے چارہ آزارِ ما''

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ فارسی نظم نہایت اعلیٰ درجہ کی مناجات ہے۔ جو روحانیت سے پر ہے۔ (سیرت المہدی، جلد سوم ص ۱۳۸)

۹۔ صرف عورتوں کی امامت:۔

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود کو میں نے بارہا دیکھا ہے

کہ گھر میں نماز پڑھاتے تو حضرت اُم المومنین (اپنی بیوی نصرت جہاں بیگم۔ ناقل) کو اپنے دائیں جانب بطور مقتدی کے کھڑا کر لیتے۔ حالانکہ مشہور فقہی مسئلہ یہ ہے کہ خواہ عورت اکیلی ہی مقتدی ہو تب بھی اسے مرد کے ساتھ نہیں بلکہ الگ پیچھے کھڑا ہونا چاہیے۔ ہاں اکیلا مرد مقتدی ہو تو اسے امام کے ساتھ دائیں طرف کھڑا ہونا چاہیے۔ میں نے حضرت ام المومنین سے پوچھا تو انہوں نے بھی اس بات کی تصدیق کی مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ حضرت صاحب نے مجھ سے یہ بھی فرمایا تھا کہ مجھے بعض اوقات کھڑے ہو کر چکر آجایا کرتا ہے۔ اس لئے تم میرے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھ لیا کرو۔ (سیرت المھدی، جلد سوم ص ۱۳۱)

۱۰-قادیانی فتوی

سوال ششم:- حضرت اقدس غیر عورتوں سے ہاتھ پاؤں کیوں دبواتے ہیں؟

جواب:- وہ نبی معصوم ہیں، ان سے مس کرنا اور اختلاط منع نہیں بلکہ موجب رحمت و برکات ہے۔

(اخبار الحکم قادیان، جلد نمبر ۱۱ شمارہ ۱۳ مورخہ ۱۷، اپریل ۱۹۰۷ء)

۱۱-بیٹے کی خاطر نماز جمعہ نہیں پڑھی:-

صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی مرض الموت کے ایام میں ایک جمعہ کے دن حضرت مسیح موعود حسب معمول کپڑے بدل کر عصا ہاتھ میں لے کر جامع مسجد جانے کے واسطے تیار ہوئے۔ جب صاحبزادہ کی چارپائی کے پاس سے گزرتے ہوئے ذرا کھڑے ہو گئے۔ تو صاحبزادہ صاحب نے حضرت مسیح موعود کا دامن پکڑ لیا اور اپنی چارپائی پر بٹھا دیا اور اٹھنے نہ دیا۔ صاحبزادہ صاحب کی خاطر حضور بیٹھے رہے اور جب دیکھا کہ بچہ اٹھنے نہیں دیتا اور نماز جمعہ کے وقت میں دیر ہوتی ہے تو حضور نے کہلا بھیجا کہ جمعہ پڑھ لیں اور حضور کا انتظار نہ کریں۔ (ذکر حبیب ص ۱۷۲ از مفتی محمد صادق قادیانی)

۱۲-سود سے دینی خدمت:-

محبی عزیزی شیخ غلام نبی صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔ کل کی ڈاک میں مجھ کو آپ کا عنایت نامہ ملا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ آپ کی اس نیک نیتی اور خوف الٰہی پر اللہ تعالیٰ خود کوئی طریق مخلصی پیدا کردے گا۔ اس وقت تک صبر سے استغفار کرنا چاہیئے اور سود کے بارے میں میرے نزدیک ایک انتظام احسن ہے اور وہ یہ ہے کہ جس قدر سود کا روپیہ آئے آپ اپنے کام میں اس کو خرچ نہ کریں بلکہ اس کو الگ جگہ جمع کرتے جائیں اور جب سود دینا پڑے اسی روپیہ میں سے دے دیں۔ اور اگر آپ کے خیال میں کچھ زیادہ روپیہ ہو جائے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے کہ وہ روپیہ کسی ایسے دینی کام میں خرچ ہو جس میں کسی شخص کا ذاتی خرچ نہ ہو بلکہ صرف اس سے اشاعت دین ہو۔ میں اس سے پہلے یہ فتویٰ اپنی جماعت کے لئے بھی دے چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو سود حرام فرمایا ہے وہ انسان کی ذاتیات کے لئے ہے......... لیکن اس طرح پر کسی سود کے روپے کا خرچ کرنا ہرگز حرام نہیں

ہے۔۔۔۔۔۔خاکسار مرزا غلام احمد قادیان، ۲۴، اپریل ۱۸۹۸ء (سیرت المہدی، حصہ دوم ص ۱۱۳)

۱۳۔ زندہ لوگوں کا جنازہ:۔

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ۱۹۰۵ء کے زلزلہ کے بعد جب باغ میں رہائش تھی تو ایک دن حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ آج ہم نے اپنی ساری جماعت کا جنازہ پڑھ دیا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ پورا واقعہ یوں ہے کہ ان ایام میں آپ نے جب ایک دفعہ کسی احمدی کا جنازہ پڑھا تو اس میں بہت دیر تک دعا فرماتے رہے اور پھر نماز کے بعد فرمایا کہ ہمیں علم نہیں کہ ہمیں اپنے دوستوں میں سے کس کس کے جنازہ میں شرکت کا موقع ملے گا۔ اس لئے آج میں نے اس جنازہ میں سارے دوستوں کے لئے جنازہ کی دعا مانگ لی ہے اور اپنی طرف سے سب کا جنازہ پڑھ دیا ہے۔ (سیرت المہدی، حصہ سوم ص ۲۱، ۲۲)

۱۴۔ ہندوؤں کے ہاں کھانا کھانے کا جواز:۔

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہندوؤں کے ہاں کا کھانا کھا پی لیتے تھے اور اہل ہنود کا تحفہ از قسم شیرینی وغیرہ بھی قبول فرما لیتے تھے اور کھاتے بھی تھے۔ اسی طرح بازار سے ہندو حلوائی کی دکان سے بھی اشیائے خوردنی منگواتے تھے۔ ایسی اشیاء اکثر نقد کی بجائے ٹونبو کے ذریعہ سے آتی تھیں یعنی ایسے رقعے کے ذریعہ جس پر چیز کا نام اور وزن اور تاریخ اور دستخط ہوتے تھے۔ مہینہ کے بعد دکاندار وہ ٹونبون بھیج دیتا اور حساب کا پرچہ ساتھ بھیجتا۔ اس کو چیک کر کے آپ حساب ادا کر دیا کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود ہندوؤں کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیز جائز سمجھتے تھے۔ اور اس کے کھانے میں پرہیز نہیں تھا۔ آج کل جو عموماً پرہیز کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ مذہبی نہیں بلکہ اقتصادی ہے۔ (سیرت المہدی، ص ۲۷۷، ۲۷۸ حصہ سوم)

۱۶۔ نماز توڑ کر حاضر ہوا ہوں:۔

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ ایک دفعہ میں مسجد مبارک میں ظہر کی نماز سے پہلی سنتیں پڑھ رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیت الفکر کے اندر سے مجھے آواز دی۔ میں نماز توڑ کر حضرت کے پاس چلا گیا اور حضرت سے عرض کیا کہ حضور میں نماز توڑ کر حاضر ہوا ہوں آپ نے فرمایا اچھا کیا۔۔۔۔۔۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ رسول کی آواز پر نماز توڑ کر حاضر ہونا شرعی مسئلہ ہے۔ (سیرت المہدی، حصہ اول ص ۱۷۹)

۱۷۔ ایک میل کے فاصلہ پر قصر:۔

میاں خیر الدین سیکھوانی نے مجھ سے بذریعہ تحریر ذکر کیا کہ ایک دفعہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قصر نماز کے متعلق سوال کیا۔ حضور نے فرمایا جس کو تم پنجابی میں واندھا کہتے ہو بس اس میں قصر ہونا چاہیے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا کوئی میلوں کی بھی شرط ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں بس جس کو تم واندھا

کہتے ہو وہی سفر ہے جس میں قصر جائز ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں سیکھواں سے قادیان آتا ہوں، کیا اس وقت نماز قصر کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا ہاں، بلکہ میرے نزدیک اگر ایک عورت قادیان سے ننگل جائے تو وہ بھی قصر کر سکتی ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ سیکھواں قادیان سے غالباً چار میل کے فاصلہ پر ہے اور ننگل تو شاید ایک میل سے بھی کم ہے۔ ننگل کے متعلق جو حضور نے قصر کی اجازت فرمائی ہے۔ اس سے یہ مراد معلوم ہوتی ہے کہ جب انسان سفر کے ارادہ سے قادیان سے نکلے تو خواہ ابھی ننگل تک ہی گیا ہو اس کے لئے قصر جائز ہو جائے گا۔ یہ مراد نہیں ہے کہ کسی کام کے لئے صرف ننگل تک آنے جانے میں قصر جائز ہو جاتا ہے۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ ننگل تک آنے جانے کو صرف عورت کے لئے سفر قرار دیا ہو کیونکہ عورت کمزور جنس ہے واللہ اعلم۔ (سیرت المہدی، حصہ سوم ص ۵۳، ۵۴)

۱۸- چالیسویں کی حکمت و اہمیت:-

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ یہ ذکر تھا کہ یہ جو چہلم کی رسم ہے یعنی مُردے کے مرنے سے چالیسویں دن کھانا کھلا کر تقسیم کرتے ہیں۔ غیر مقلد اس کے بہت مخالف ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کھانا کھلانا ہو تو کسی اور دن کھلا دیا جائے۔ اس پر حضرت نے فرمایا کہ چالیسویں دن غرباء میں کھانا تقسیم کرنے میں یہ حکمت ہے کہ یہ مردے کی روح کے رخصت ہونے کا دن ہے۔ پس جس طرح لڑکی کو رخصت کرتے ہوئے کچھ دیا جاتا ہے اسی طرح مُردے کی روح کی رخصت پر بھی غرباء میں کھانا دیا جاتا ہے تا اسے اس کا ثواب پہنچے۔ گو یا روح کا تعلق اس دنیا سے پورے طور پر چالیس دن میں قطع ہوتا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ صرف حضرت صاحب نے اس رسم کی حکمت بیان کی تھی ورنہ آپ خود ایسی رسوم کے پابند نہ تھے۔ (سیرت المہدی، حصہ اوّل ص ۱۸۳)

۱۹- جرابوں پر مسح:-

"نماز عصر کا وقت آیا تو حضرت صاحب نے اپنی جرابوں پر مسح کیا۔ اس وقت مولوی محمد موسیٰ صاحب اور مولوی عبدالقادر صاحب دونوں باپ بیٹا موجود تھے ان کو مسح کرنے پر شک گزرا تو حضرت صاحب سے دریافت کیا کہ حضرت کیا یہ جائز ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں جائز ہے"

(سیرت المہدی، حصہ دوم ص ۲۶، ۲۷)

۲۰- نماز تہجد یعنی تراویح:-

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ۱۸۹۵ء میں مجھے تمام ماہ رمضان قادیان میں گزارنے کا اتفاق ہوا اور میں نے تمام مہینہ حضرت صاحب کے پیچھے نماز تہجد یعنی تراویح ادا کی۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ وتر اوّل شب میں پڑھ لیتے تھے۔ اور نماز تہجد آٹھ رکعت۔ دو دو رکعت کر کے آخر شب میں

ادا فرماتے تھے۔ (سیرت المہدی، حصہ دوم ص ۱۲)

۲۱۔ سحری اذان فجر کے بعد:۔

نیز آپ ہمیشہ سحری نماز تہجد کے بعد کھاتے تھے اور اس میں اتنی تاخیر فرماتے تھے کہ بعض دفعہ کھاتے کھاتے اذان ہو جاتی تھی اور آپ بعض اوقات اذان کے ختم ہونے تک کھانا کھاتے رہتے تھے۔ (سیرت المہدی، حصہ دوم ص ۱۳)

۲۲۔ عاشقانہ رنگ:۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مولوی عبدالکریم صاحب نماز پڑھا رہے تھے۔ وہ جب (دوسری رکعت کے بعد) تیسری رکعت کے لئے قعدہ سے اٹھے تو حضرت صاحب کو پتہ نہ لگا۔ حضور التحیات میں ہی بیٹھے رہے۔ جب مولوی صاحب نے رکوع کے لئے تکبیر کہی تو حضور کو پتہ لگا اور حضور اٹھ کر رکوع میں شریک ہوئے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے مولوی نور الدین صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب کو بلوایا اور مسئلہ کی صورت پیش کی۔ اور فرمایا میں بغیر فاتحہ پڑھے رکوع میں شامل ہوا ہوں اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے۔ مولوی محمد احسن صاحب نے مختلف شقیں بیان کیں کہ یوں بھی آیا ہے اور یوں بھی ہو سکتا ہے۔ کوئی فیصلہ کن بات نہ بتائی۔ مولوی عبدالکریم صاحب کے آخری ایّام بالکل عاشقانہ رنگ پکڑ گئے تھے۔ وہ فرمانے لگے مسئلہ وغیرہ کچھ نہیں جو حضور نے کیا بس وہی درست ہے۔ (تقریر مفتی محمد صادق قادیانی مندرجہ الفضل ۱۷، جنوری ۱۹۲۵ بحوالہ قادیانیت کا علمی محاسبہ ص ۷۵۰)

۲۳۔ پردہ کی حدود:۔

سوال:۔ حضرت کے صاحبزادے (مرزا محمود وغیرہ) غیر عورتوں میں بلا تکلف اندر کیوں جاتے ہیں؟ کیا ان سے پردہ درست نہیں؟

جواب:۔ ضرورت حجاب صرف احتمال زنا کے لئے ہے۔ جہاں ان کے وقوع کا احتمال کم ہو ان کو اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ کر دیا ہے۔ اسی واسطے انبیاء اتقیاء لوگ مستثنیٰ بلکہ بطریق اولی مستثنیٰ ہیں۔ پس حضرت کے صاحبزادے اللہ کے فضل سے متقی ہیں۔ ان سے اگر حجاب نہ کریں تو اعتراض کی بات نہیں۔ حکیم فضل دین از قادیان (اخبار الحکم، جلد ۱۱، ۱۳، ص ۱۳ مورخہ ۱۷، اپریل ۱۹۰۷ء)

۲۴۔ جمع بین الصلاتین:۔

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا......... کہ آپ نے ۱۹۰۱ء میں ۲ ماہ تک مسلسل نمازیں جمع کرنے کا ذکر نہیں کیا خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ یہ بھی درست ہے کہ ایک لمبے عرصے تک نمازیں جمع ہوئی تھیں۔ گو سنہ کے متعلق مجھے کوئی ذاتی علم نہیں تھا مگر اب میں نے دیکھ لیا ہے کہ یہی سنہ درست ہے۔ (سیرت المہدی، حصہ سوم ص ۲۰۲)

دین محمد فریدی (بکھر)

اور مرزائی مبلغ بھاگ گیا.........

۱۹۶۳ء میں ہرنولی کا علاقہ ایسا تھا باوجود یہ کہ تقریباً ۱۲ ہزاری آبادی مگر عالم دین سے محروم۔ مرزائیوں نے ہرنولی کو خاص نشانہ بنالیا۔ صوفی احمد یار ارائیں جو کہ اپنے کو بھروبیا بڑے دھڑلے سے لکھتا تھا مرزائی ہو گیا۔ بڑا تیز طرّار، تمام ارائیں برادری کو چکر میں ڈال دیا۔ ربوہ سے روزانہ کوئی نہ کوئی مبلغ آتا اور بازاروں میں مرزائیت کھلی تبلیغ ہوتی۔ حالت یہ تھی کہ دین کی سوجھ بوجھ رکھنے والے کم تھے۔ میں ان دنوں جمیعتہ علماء اسلام میں شامل ہوا۔ مگر میں بھی قرآن پاک صرف ناظرہ پڑھا ہوا تھا۔ میرے قریب فتح محمد ایک دکاندار تھا وہ مرزائیوں سے اپنی وسعت کے مطابق ٹکر لیے رکھتا تھا۔ اس کی جرأت دیکھ کر ہماری بھی غیرت جاگی۔ چند ساتھیوں سمیت ہم نے اپنے طریق کار کے مطابق مرزائی مبلغین کا مقابلہ شروع کیا۔ ہم نوجوان تھے۔ ساتھیوں نے مجھے ایک قسم کا ہیرو سمجھنا شروع کر دیا۔ سکول کے زمانے میں تاریخ اسلام میرا پسندیدہ موضوع تھا۔ اپنے حلقۂ احباب میں میری معلومات دوسروں سے کہیں زیادہ تھیں۔ ہمیں مرزائیت کا تو اس وقت صرف اتنا علم تھا کہ نیا نبی آنا نہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا۔ لہٰذا وہ اور اس کے ماننے والے کافر ہیں۔ اس پختہ یقین کی بنا پر تاریخ اسلام کے حوالوں سے قادیانی مبلغین کا ناطقہ ہم نے بند کرنا شروع کیا۔ تھوڑے دنوں میں قادیانیوں کی کھلی تبلیغ بند ہو گئی۔ ایک مسلمان قادیانیوں کے زیر تبلیغ تھا۔ ہمیں علم ہوا، ہم نے اپنے انداز میں سمجھایا تو اس مسلمان کی آنکھیں کھل گئیں۔ اس نے قادیانیوں کو ٹھینگا دکھا دیا اور قادیانیوں سے ملی ہوئی کتابیں میرے حوالے کر دیں جن میں ''آئینہ کمالات اسلام'' مرزا غلام احمد کی کتاب تھی۔ ہم نے وہ پڑھی تو مرزائیوں کے پول کھل گئے۔ مرزائی چند ماہ میں زیر زمین چلے گئے۔ انہوں نے محمد حسین نامی ایک لڑکے کو تاکا۔ وہاں تبلیغ شروع کر دی، اتفاق سے ہمارے ساتھی راؤ خلیل احمد وہاں ٹکرا گئے، انہوں نے احمد مرزائی مبلغ سے بحث کا وقت طے کر لیا جو کہ اسی دن شام کو تھا اور سیدھا میرے پاس آیا کہ میں احمد مرزائی سے مناظرہ طے کر آیا ہوں۔ یسین ارائیں کی چکی میں آج عشاء کے بعد مناظرہ ہو گا۔ اور تم نے بحث کرنی ہے۔ میں نے کہا کہ راؤ صاحب یہ کیا کر آئے ہو۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں کتنا علم رکھتا ہوں۔ کوئی اتنا وقت تو لینا تھا کہ ہم میانوالی یا باہر سے کوئی عالم بلا لیتے۔ مگر خلیل صاحب کہنے لگے اب تو بات طے ہو چکی ہے۔ اور محمد حسین نے کہہ دیا ہے کہ اگر تم نے احمد مرزائی کو ہرا دیا تو میں اور میرا خاندان مسلمان رہیں گے ورنہ ہم مرزا غلام احمد کو تسلیم کر لیں گے۔ چند منٹ کے لئے مجھے پریشانی ہوئی۔ پھر اللہ کی مدد کو شامل حال سمجھتے ہوئے میں نے سوچا جب ہم سچے ہیں تو اللہ مدد کرے گا۔ کہہ دیا کہ ضرور چلوں گا۔ میں نے تفسیر ابن کثیر کی تمام جلدیں ساتھ لیں اور وقت مقررہ پر

خلیل صاحب اور میاں اسلام الدین دکاندار کے ہمراہ یسین کی چکی میں مناظرے کے لئے پہنچ گیا۔ احمد مرزائی بیٹھا وضو کر رہا تھا کہ ہم جا داخل ہوئے۔ احمد مرزائی نے مجھے دیکھا تو کہا کہ دین محمد آ گیا۔ میں نے کہا کہ میں آ گیا ہوں۔ تم نے بہت اودھم مچا رکھا ہے۔ مسلمانوں میں مرزائیت کی تبلیغ کر رہے ہو آج سچ اور جھوٹ سامنے آ جائے گا۔ یہ بات میں نے زور سے کہی۔ میں نے دیکھا کہ احمد مرزائی پر کپکپی طاری ہو گئی۔ ہم ایک چار پائی پر بیٹھ گئے۔ سامنے احمد مرزائی، تیسری چار پائی پر محمد حسین اور اس کے بھائی تھے۔ جو مرزائیت کے زیر تبلیغ آ چکے تھے۔ میں دل میں اللہ سے دعا کر رہا تھا کہ یا اللہ میں کمزور ہوں۔ مجھے میرے منبع علم کا اچھی طرح علم ہے۔ قادیانیت کے مقابلے میں تو ہی سرخرو کرنے والا ہے۔

احمد مرزائی کو میں نے کہا کہ ثبوت پیش کر۔ اس نے کانپتے ہوئے قرآن پاک کھولا اور پڑھا۔ یا بنی آدم اما یاتینکم۔ آخر تک آیت پڑھی اور کہا کہ دیکھو قرآن میں آیا ہے کہ اے اولاد آدم اب میں تم میں رسول بھیجوں گا۔ میرے لئے ایسا ہوا جیسے یہ آیت ابھی اتری کیونکہ میں صرف ناظرہ قرآن پاک پڑھا تھا۔ مگر فوراً ہی غائبانہ امداد ہوئی۔ میرے دماغ میں آیا کہ ہر آیت کا ایک شان نزول ہے۔ یہاں بنی آدم مخاطب ہیں۔ یاایھاالذین آمنو نہیں، اس کا شان نزول اور ہے۔ میں نے زور سے کہا کہ احمد اس آیت کا شان نزول تم بتاؤ یا میں بتاتا ہوں۔ میرا اتنا کہنا تھا کہ احمد مرزائی فوراً بھاگ کھڑا ہوا جب وہ بھاگ رہا تھا تو میں نے کہا کہ خلیل اسے پکڑو پکڑو۔ مگر ساتھ ہی خلیل کے پاؤں پر اپنا پاؤں رکھ دیا کہ اٹھے نہیں۔ اور پکڑو پکڑو کا شور مچاتا رہا احمد مرزائی ایسا فرار ہوا کہ پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ جب مرزائی بھاگ گیا تو میں نے محمد حسین سے کہا کہ ہاں بھائی تم بتاؤ کیا خیال ہے؟۔ محمد حسین کانوں سے ہاتھ لگانے لگا کہ میری توبہ جو اب اسے قریب لگنے دوں۔ مگر میں حیران ہوں کہ پیچھے تو بڑی بڑی باتیں کرتا تھا اب ایک بات کرنے سے ہی بھاگ گیا۔ تب ہی کہتا تھا کہ میں دین محمد کے سوا ہر کسی سے بات کر لوں گا۔ تم نے تو کہا بھی کچھ نہیں واقعی یہ جھوٹے ہیں۔ ہم وہاں سے چائے وغیرہ پی کر نکلے تو خلیل کہنے لگا کہ ادھر میرا پاؤں دبا رکھا تھا دوسری طرف پکڑنے کو کہہ رہے تھے میں نے ہنس کر کہا کہ اللہ نے امداد کی کہ مرزائی بھاگ گیا۔ شان نزول کا تو مجھے بھی علم نہیں۔ اب گھر چل کر دیکھتے ہیں۔ گھر گئے شان نزول دیکھا، یاد کیا اور اللہ کا شکر ادا کر کے سوئے۔

مجاہدِ ختمِ نبوت **حضرت مولانا محمد علی جالندھری** رحمہ اللہ

ایک عالم باعمل اور مجاہد و جفاکش مبلغ کی سیرت و سوانح

مؤلف: مولانا محمد سعید الرحمن علوی مرحوم

مقدمہ: شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

قیمت:=/100 روپے

ملنے کا پتہ: بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

تحقیق: محمد عمر فاروق

تحریک آزادی کا فراموش کردہ سپوت
صوفی عبدالرحیم خان نیازی رحمتہ اللہ علیہ

صوفی عبدالرحیم خان نیازی (المتخلص مسکین) تحریکِ آزادی کے جلیل القدر مجاہد اور نڈر رہنما تھے۔ شمالی پنجاب کے اہم فوجی اضلاع سرگودھا، میانوالی، خوشاب اور اٹک وغیرہ آپ کی مجاہدانہ یلغاروں اور دلیرانہ سرگرمیوں کی آماجگاہ بنے اور آپ نے آزادی کی چنگاری کو شعلۂ جوالہ بنا دیا۔ لیکن دیگر سینکڑوں حریت پسند کارکنوں کی طرح آپ کے تاریخی کارناموں کو فراموش کر دیا گیا۔ مگر تاریخ کے صفحات ان کی فرنگی سامراج سے معرکہ آرائیوں کے ذکر سے خالی نہ رہ سکے۔

"صوفی عبدالرحیم خان ۱۹۰۳ء میں موسیٰ خیل ضلع میانوالی میں پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام شیر گل خان تھا۔ آپ کے اسلاف افغانستان سے نقل مکانی کر کے یہاں آئے۔ صوفی صاحب کا شجرہ نسب مشہور صوفی بزرگ جناب شیخ طور بابی نیازی سے جا ملتا ہے" (۱)

برصغیر کے مسلم گھرانوں کی روایت کے مطابق آپ نے "بچپن میں اپنے خاندان کی مسجد بابیا نوالی میں دینی تعلیم حاصل کی اور ناظرہ قرآن پاک ختم کیا۔ وہاں آپ کے اساتذہ میں حافظ برخوردار اور حافظ محمد عمر مرحوم شامل تھے۔ آپ نے بعد ازاں مقامی سکول میں مڈل تک تعلیم حاصل کی اور پھر وہاں پر ہی کچھ عرصہ ان ٹرینڈ مدرس کے طور پر کام کیا"۔ (۲)

جنگِ عظیم (۱۹۱۴) کے بعد برصغیر میں بےروزگاری عام تھی۔ اور بدحالی و بدامنی پھیلی ہوئی تھی۔ آپ نے مستقل روزگار حاصل کرنے کے لیے پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرنا ضروری سمجھا اور گورنمنٹ نارمل سکول جالندھر میں جے وی میں داخلہ لے لیا۔ کورس مکمل ہوتے ہی آپ کو اپنے گاؤں کے مقامی سکول میں تدریس کی ملازمت مل گئی۔

انجمن اصلاح المسلمین میں شمولیت:

یہ وہ دور تھا جب ہندو ساہوکار غریب کسانوں کی زندگی اجیرن کیے ہوئے تھے۔ غریب تو غریب بڑے زمیندار بھی سُود در سُود کے چکر میں ایسے پھنسے کہ ان میں سے اکثر کی زمینیں یا تو ہندو بنیوں کے نام چڑھ گئیں یا ان پر غاصبانہ قبضہ کر لیا گیا تھا۔ ان حالات میں علاقے کے نامور مجاہد عالم مولانا محمد گل شیر خان شہید سامنے آئے۔ (۳) جنہوں نے ۱۹۲۳ء سے غریب مسلمان کاشتکاروں کی مدد و صیانت کے لئے کام کا آغاز کر رکھا تھا۔ مولانا گل شیر گاؤں بھر سے عُشر اکٹھا کرتے اور ایک باقاعدہ کمیٹی اسے حقدار مسلمانوں تک بطورِ قرضِ حسنہ پہنچاتی تھی۔ انجمن اصلاح المسلمین اسی کی وسیع تر شکل تھی۔

"انجمن کے عہدیداران حسب ذیل تھے۔

صدر: محمد خان، جب کہ اراکین میں صوفی عبدالرحیم موسیٰ خیل، صوفی اللہ داد خان رئیس عیسیٰ خیل، احمد خان آف موچھ، پیر محمد شاہ آف مواز والا، میاں غلام محمد کھٹھی، شیخ عطاء الرحمن بوری خیل اور قاضی غلام رسول آف غیرت ضلع میانوالی شامل تھے۔" (۴)

"انجمن اصلاح المسلمین کے مقاصد:

(۱) معاشرہ کی اصلاح اور رسوم کی روک تھام

(۲) غریب کاشتکاروں کو بلاسود قرض دینے کے لے مستقل فنڈ کی فراہمی

(۳) مسلمانوں کے تنازعات کا حل اور باہمی مقدمہ بازی کا خاتمہ

(۴) مسلمانوں کی معیشت و اقتصادیات کی ترقی کے لئے لائحہ عمل تیار کرنا" (۵)

انجمن نے کاشتکاروں کے لئے بلاسود قرضوں کا بندوبست کر کے انہیں ہندوؤں کا رہن ستم ہونے سے بچالیا۔ انجمن کے تحت مصالحتی عدالتیں بھی قائم کی گئی تھیں۔ جو موقع پر فیصلہ صادر کرتیں۔ اس طرح مسلمان مقدمہ بازی میں دولت اور وقت برباد کرنے سے بچ گئے۔ صوفی عبدالرحیم خان نے انجمن کا دائرہ کار پورے ضلع میانوالی تک پھیلادیا تھا۔ جس کی بدولت ضلع بھر کے مسلمان انجمن سے مستفید ہوئے۔

اصلاح معاشرہ:-

صوفی عبدالرحیم خان کو اللہ تعالیٰ نے فن خطابت کے ساتھ ساتھ شاعری کی نعمت بھی بخشی تھی۔ آپ نے تقاریر کے علاوہ میانوالی کی سرائیکی زبان میں اصلاح معاشرہ کے موضوع پر نظمیں بھی لکھیں۔ جن کا خاطر خواہ نتیجہ نکلا اور معاشرتی برائیاں کمزور ہوتی گئیں۔

آپ اکثر گاؤں میں لگنے والے سالانہ میلوں پر تشریف لے جاتے اور لوگوں کو بُری رسوم و رواجات، فضول خرچی اور بٹیر بازی، مرغ بازی، کتوں کی لڑائی ایسی فضولیات و وحشیانہ مشغلوں سے منع کرتے۔

"۴۰، ۱۹۳۹ء میں میانوالی کے مسلمان ڈپٹی کمشنر احمد حسن خان نے دیہاتوں میں بُری رسموں مثلاً باہمی دشمنی، جہالت، بے کاری، جوا بازی، وغیرہ کے سدّباب کے لئے "دیہات سدھار کمیٹی" قائم کی اور ڈراموں کے ذریعے عوام کو ان بری رسومات کے نتائج سے آگاہ کرنے کے لئے پروگرام بنایا۔

بنا بریں اس وقت مڈل سکول موسیٰ خیل میں بھی صوفی عبدالرحیم خان کی سربراہی میں ایک ڈرامیٹک پارٹی تیار کی گئی۔ جس کے لئے صوفی صاحب نے ڈرامے بھی لکھے اور ان میں موقع محل کی مناسبت سے منظومات تحریر کر کے شامل کیں۔ آپ کے تیار کردہ ڈراموں میں سے ایک خصوصی ڈرامہ جوئے بازی، چوری اور جہالت ایسی بیہودہ رسومات کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ جس نے کافی شہرت حاصل کی" (۶)

علاوہ ازیں مولانا گل شیر شہید کی ہدایت پر آپ نے مسلمان عورتوں کو ہندوؤں کی دکانوں سے سودا

سلف خریدنے سے روکنے کی تحریک شروع کی۔ جس میں معروف سیاسی کارکن خان زمان خان وتہ خیل بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

قیام پاکستان سے قبل خاکسار تحریک کا بڑا زور تھا۔ خاکساروں کی بیلچہ بدست پریڈ کا منظر متاثر کن ہوتا تھا۔ لیکن بانی خاکسار علامہ عنایت اللہ مشرقی نے جب بعض متفقہ دینی عقائد کے خلاف اپنے رسائل شائع کرنا شروع کیے تو علماء کرام نے خاکساروں کا مؤاخذہ و محاسبہ کیا۔ جس سے خاکسار کی شہرت کو بڑا دھچکہ لگا۔

۱۹۳۸ء میں مختلف علماء کرام و مشائخ عظام کا اجلاس مولانا گل شیر خان کی زیر صدارت میانوالی میں منعقد ہوا۔ جس میں خاکسار تحریک کے مقابل ایک نئی جماعت "فوجِ محمدی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس میں عبدالرحیم خان بھی شامل ہوئے۔ فوجِ محمدی کے مقاصد حسب ذیل تھے۔

"فوج محمدی کا مقصد خاکسار تحریک کی عسکری تنظیم کا مقابلہ کرنا اور علامہ مشرقی کے نظریات کے پھیلاؤ کو روکنا نیز نوجوانوں کو اسلامی اصولوں کے تحت منظم کر کے ان میں عسکریت کا جذبہ پیدا کرنا" (۷)
پندرہ روزہ "ضیاء الاسلام" امرتسر کے مطابق "فوجِ محمدی میں ۵۰۰۰ ہزار کے قریب نوجوان منظم ہوئے" (۸)

فوجِ محمدی کا سب سے بڑا مرکز ٹیکسلا تھا، جہاں خاکسار تحریک کا خاصا زور تھا۔ فوجِ محمدی نے ان کے مقابل ہر اہم مقام پر اپنے فوجی کیمپ لگائے اور اپنی قوت کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ ضلع میانوالی میں فوجِ محمدی کے رضاکاروں نے عبدالرحیم خان نیازی کی قیادت میں خاکساروں کی تردید و مقابلہ کے ساتھ ساتھ عوام کی دینی تربیت و تنظیم کے لئے خاطر خواہ خدمات رقم کیں۔

سیاسیات:۔

۱۹۳۹ء برصغیر کی سیاسی زندگی میں بڑی نمایاں اہمیت کا حامل ہے۔ جہاں اس کے اثرات عالمی سطح پر مرتب ہوئے۔ وہیں غلام ہندوستان کو اپنی آزادی کی منزل قریب تر دکھائی دینے لگی۔ صوفی عبدالرحیم خان ابھی تک سماجی و معاشرتی سرگرمیوں میں مصروف رہے تھے اور معاصر سیاست سے ان کو کوئی سروکار نہ تھا۔ چونکہ آپ کی تمام تر سرگرمیوں کا منبع و محور مولانا گل شیر خان کی شخصیت تھی۔ جن کی سرپرستی و رہنمائی میں آپ مصروف عمل تھے۔ مولانا گل شیر خان نے جب ۱۹۳۹ء میں حج بیت اللہ سے واپسی پر آل انڈیا مجلس احرار اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا تو صوفی عبدالرحیم خان فوجِ محمدی کے اکثر ارکان سمیت مجلس احرار میں شامل ہو کر سیاسیات ہند میں براہ راست شامل ہو گئے۔ جب آپ نے سرکاری ملازمت کو سیاسی کاموں میں رکاوٹ بنتے دیکھا تو آپ نے "مجلس احرار میں شمولیت کے بعد سکول کی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا" (۹)

صوفی عبدالرحیم خان مجلس احرار اسلام ضلع میانوالی کے پہلے صدر منتخب ہوئے۔ اور یہ اعزاز آپ کو

قیام پاکستان کے بعد بھی حاصل رہا۔

۳، ستمبر ۱۹۳۹ء کو جب جنگ عظیم دوم کا آغاز ہوا تو برصغیر میں مجلس احرار اسلام واحد سیاسی جماعت تھی جس نے جنگ میں ہندوستانیوں کی شرکت کی شدید مخالفت کی اور "تحریک فوجی بھرتی بائیکاٹ" کا آغاز کیا۔ معروف انگریز مصنف ڈبلیو سی سمتھ کے بقول:

"مجلس احرار ہندوستان میں وہ پہلی سیاسی جماعت تھی۔ جس نے جنگ کے خلاف آواز بلند کی" (۱۰) صوفی عبدالرحیم خان مجلس احرار کی ہائی کمانڈ کے حکم پر تحریک فوجی بھرتی بائیکاٹ کو ضلع میانوالی میں زور و شور سے جاری رکھے ہوئے تھے کہ حکومت پنجاب نے آپ کی باغیانہ سرگرمیوں کے پیش نظر آپ کو گرفتار کر لیا۔ آپ نے قید و بند کا یہ زمانہ بڑی استقامت و پامردی سے گزارا۔

۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۲ء آل انڈیا مجلس احرار کے جماعتی نظام کو ختم کر کے ڈکٹیٹر شپ جاری کی گئی تھی۔ ۱۹۴۲ء کے وسط میں نازک ملکی حالات اور جاپان کے ہندوستان پر حملے کے خطرہ کے پیش نظر مجلس احرار نے سول نافرمانی ختم کر دی اور اس کے ساتھ ہی جماعتی نظام کو بحال کر دیا گیا تو ضلع میانوالی کا انتخاب بھی عمل میں آیا جس کے مطابق صدر: صوفی عبدالرحیم خان نائب صدر: شیخ عطاء الرحمن، جنرل سیکرٹری: علی خان خادم، سیکرٹری: کامریڈ غلام رسول، خزانچی: سردار صاحب، اور سالار غلام محمد ہاشمی قرار پائے" (۱۱) مجلس احرار اسلام میانوالی کے رہنما جو تحریک فوجی بھرتی بائیکاٹ میں طویل قید کاٹ کر ۱۹۴۱ء میں رہا ہوئے تھے۔ پھر پابند سلاسل کر دیئے گئے۔ اور جیل میں ان کے ساتھ سیاسی قیدیوں کی بجائے اخلاقی قیدیوں کا سلوک روا رکھا گیا۔ جس پر شدید احتجاج کیا گیا۔

"دفتر مجلس احرار اسلام میں نمائندگان ضلعی مجالس کا اجتماع زیر صدارت صوفی عبدالرحیم صاحب مسکین منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس کیا گیا۔ "عہدہ داران و نمائندگان مجالس احرار ضلع میانوالی کا یہ اجلاس حکومت پنجاب، وزیر جیل خانہ جات اور سپرنٹنڈنٹ جیل میانوالی کی توجہ اس ناجائز رویے کی طرف دلاتا ہے کہ حکومت کی طرف سے جب کہ تمام سیاسی قیدیوں پر نئی سپیشل کلاس کا استعمال ہو رہا ہے تو احرار اسیران صوفی اللہ داد خان صاحب، شیخ عطاء الرحمن صاحب اور ملک علی خان خادم صاحب اسیران میانوالی کے ساتھ کیوں سی کلاس قیدیوں کا سلوک کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ ان کی گرفتاریاں سیاسی بناء پر ہوئی ہیں۔ یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ انہیں جلد سے جلد نئی کلاس میں رکھا جائے۔ تاکہ قانون پر پوری طرح عمل درآمد ہو۔ اس ریزولیوشن کی نقول افسران متعلقہ اور حکومت کو بھیجی گئیں" (۱۲)

تحریک کالا باغ میں کردار:۔

کالا باغ ضلع میانوالی کا ایک اہم مقام ہے جہاں پر اس وقت نواب امیر محمد خان بے تاج بادشاہ تھے۔ ان کے جبر اور دہشت کا سامنا کسی کے بس میں نہ تھا۔ غریب عوام جانوروں سے بدتر زندگی گزارنے

پر مجبور تھے۔ بلکہ ان کا ناروا ظلم اس حد تک بڑھ چکا تھا کہ

''کوئی شخص اپنی زمین پر بھی مکان بنائے تو اسے مکان کے ہر دروازے پر دس روپے، ہر کھڑکی پر پانچ روپے، ہر روشندان پر دو روپے نواب کالاباغ کو دینا لازمی تھے۔ دریائے سندھ جو کالاباغ سے ہو کر گزرتا ہے اس میں اگر کوئی کاروباری کشتی کے ذریعے مال منگوائے اور دریا کے کنارے اتارے تو اسے بھی نواب کو ٹیکس دینا پڑتا۔ کالاباغ کے آس پاس نمک کے پہاڑ ہیں۔ ان پہاڑوں پر خود رو گھاس کا ٹھیکہ بھی علاقے کے رئیس کو دینا پڑتا ہے اگر رئیس گاؤں کے کسی آدمی سے بیگار لینا چاہے تو اسے کوئی روک ٹوک نہیں تھی۔ حالانکہ انگریز کی حکمرانی تھی۔ اسے نواب کے اس خود ساختہ آئین کا علم تھا مگر انگریز کو اپنی سیاسی اغراض کے لئے ایسے رؤسا کی پشت پناہی ضروری تھی''۔ (۱۳)

ان حالات میں صوفی عبدالرحیم خان مولانا گل شیر خان کی قیادت میں کالا باغ کے مظلوم مسلمانوں کی حمایت و امداد کے لئے تحریک کالا باغ کے عنوان سے میدان وغا میں اترے۔ مولانا گل شیر خان نے ضلع میانوالی کے احرار کارکنوں کے ہمراہ کالا باغ میں فقید المثال اجتماع کیا اور شعلہ آفریں خطاب کیا۔ جو رئیس کالا باغ کی امارت کو کھلا چیلنج تھا۔

''جس پر دسمبر ۱۹۴۲ء کو مولانا گل شیر پر میانوالی کے ضلع میں داخلہ پر دو سال کے لئے پابندی لگادی گئی'' (۱۴)

حکومت نے اسی پر بس نہ کیا بلکہ

''دفعہ ۱۴۴ کے تحت ضلع میانوالی میں مجلس احرار کے کھلے عام اجلاسوں اور جلوسوں پر بھی پابندی عائد کردی گئی۔ جو مختصر وقفوں سے تقریباً چار سال تک جاری رہی۔ (۱۵)

ان پابندیوں کو احرار خاطر میں نہ لائے۔ بلکہ پہلے سے بھی بڑھ کر انگریز اور اس کے حاشیہ نشینوں کے خلاف نبرد آزما ہوئے۔ تحریک کالا باغ بھرپور انداز سے جاری تھی اور صوفی عبدالرحیم خان دھڑا دھڑ دورے کر کے عوام کو بیدار کر رہے تھے۔ اسی دوران آپ کالا باغ بھی پہنچے۔

ایک اخباری خبر کے مطابق''

۲۷، جون (۱۹۴۳ء) بعد ظہر صوفی عبدالرحیم صاحب صدر ضلع مجالس احرار اسلام، کالا باغ تشریف لائے، مقامی جماعت کا معائنہ کیا اور مجلس کی کارروائی کی تعریف کی۔ مجلس احرار اسلام کا جلسہ ہوا جس میں صوفی عبدالرحیم صاحب نے خدمت خلق اور جماعت کی پالیسی پر ثابت قدم رہنے اور تکلیف کے وقت خداوند کریم پر بھروسہ کرتے ہوئے جماعت کے پروگرام کا ابلاغ کرنے کی تلقین فرمائی۔ علاوہ ازیں ۲۵، جون کو بعد نماز عشاء مجلس احرار اسلام کالا باغ کے ماتحت جلسہ عام میں نور محمد آزاد صدر مقامی جماعت اور حافظ خدا یار صاحب نے مجلس احرار کے اغراض و مقاصد بیان کئے اور کارکنانِ احرار کو مجلس کے پروگرام پر کاربند رہنے اور خدمت خلق کے لئے مستعد ہونے کی تاکید کی'' (۱۶)

مجلس احرار اسلام کالا باغ کے عوام کی پکار پر تحریک چلانے کا مصمم فیصلہ کر چکی تھی لہذا اکتوبر

۱۹۴۳ء، کو تحریک کا آغاز کر دیا گیا۔ جس کی اطلاع گورنر پنجاب نے ایک مراسلے کے ذریعے گورنر جنرل کو پہنچائی۔ (۱۷)

تحریک کے نتیجے میں لوگوں نے رئیس کالا باغ کے خلاف بغاوت کر دی۔ ٹیکس کی ادائیگی بند کر دی۔ جس پر نواب کالا باغ کے آدمیوں اور عوام کے مابین شدید جھڑپیں ہوئیں۔ لوگوں پر ظلم بڑھا تو انہوں نے کالا باغ سے ہجرت کرنا شروع کر دی۔ ان مظالم کی آواز دفتر مرکزیہ مجلس احرار ہند لاہور پہنچی تو ایک فیصلہ کے مطابق "۲۹ اکتوبر ۱۹۴۳ء، کو پنجاب اور سرحد میں "یوم کالا باغ" منایا گیا" (۱۸)

"۲۸ نومبر ۱۹۴۳ء، کو لاہور میں "کالا باغ مہاجرین کانفرنس ہوئی جس میں تحریک کی دیکھ بھال مولانا مظہر علی اظہر کو سونپی گئی اور انہوں نے مولانا غلام غوث ہزاروی کو کالا باغ بھیجنے کا فیصلہ کیا۔" (۱۹)

صوفی عبدالرحیم خان نے اپنے ضلع کے کارکنانِ احرار کو منظم کیا اور مولانا غلام غوث ہزاروی کی معیت میں کالا باغ پہنچے۔ قدغنوں اور صعوبتوں کے باوجود مولانا غلام غوث نے جلسہ سے خطاب کیا۔ نواب کے مظالم کی مذمت کی اور عوام کی بیداری پر ان کی حوصلہ افزائی کی۔ تحریک شدت پکڑ رہی تھی کہ

"ڈپٹی کمشنر میانوالی نے ضلع میں احرار کے اجتماعات اور کالا باغ میں داخلہ پر دوبارہ پابندی لگا دی" (۲۰)

پابندی کے باوجود تحریک جاری تھی کہ اسی دوران میں مجلس احرار کالا باغ کے صدر نور محمد پراچہ اور ان کے بھائی پر نواب کے آدمیوں نے اچانک حملہ کیا اور بہیمانہ تشدد کر کے انہیں شدید زخمی کر دیا تو مجلس احرار کا ایک وفد ڈپٹی کمشنر میانوالی سے ملا۔ جس کی مختصراً خبر روزنامہ "انقلاب" نے "نواب کالا باغ کے خلاف شکایات" کے زیر عنوان صفحہ اول پر جلی حروف سے شائع کی۔

"(میانوالی) یکم اگست: صدر مجلس احرار صوفی عبدالرحیم میانوالی، خان احمد خان جنرل سیکرٹری، ڈاکٹر غلام حیدر خان (سابق ذاتی معالج نواب کالا باغ) اور خان غلام محمد ہاشمی نے نواب کالا باغ کے خلاف کالا باغ کے احرار کی شکائتیں دور کرنے کے لئے ڈپٹی کمشنر میانوالی سے ملاقات کی۔ ڈپٹی کمشنر نے شکایات کو غلط قرار دے کر مداخلت کرنے سے انکار کر دیا۔ احراریوں میں اس واقعہ سے بے چینی پائی جاتی ہے" (۲۱)

تحریک کے قائد مولانا گل شیر خان ۲۴ مئی ۱۹۴۴ء، کو اپنے گھر سوتے میں شہید کر دیئے گئے۔ جس سے تحریک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ صوفی عبدالرحیم خان نے حتی المقدور تحریک کو زندہ رکھنے کی کوشش کی لیکن قیادت ختم ہو جانے سے تحریک میں زور نہ رہا۔ اور دوسری بڑی وجہ انتظامیہ کی جانبداری اور متاثرین کالا باغ کی ہجرت تھی۔ جس سے تحریک کا رہا سہا دم خم بھی ختم ہو گیا۔ اور صوبائی اور مقامی حکام کی جانبدارانہ پالیسی اور حالات و واقعات سے چشم پوشی سے بے گناہ عوام کا خونِ ناحق بہتا رہا۔ تحریک کو اگرچہ سختی سے کچل دیا گیا۔ لیکن یہ وقتی طور پر دبی تھی۔ تحریک عوام میں شعور کی کرن روشن کر گئی جس کے اثرات آج بھی واضح طور پر محسوس کئے جا سکتے ہیں۔

صوفی عبدالرحیم خان باغیرت سیاسی کارکن اور بے خوف انسان تھے۔ جنھوں نے کبھی باطل کے آگے سر نہ جھکایا بلکہ جب کبھی اظہارِ حق کا موقع میسر آیا۔ یہ بہادر انسان حق کہنے سے باز نہ آیا۔

"جب نواب کالا باغ نے تحریک کے دنوں ایک تقریب میں صوفی عبدالرحیم خان سے مصافحہ کرنا چاہا تو آپ نے انکار کر دیا اور میزبان کے استفسار پر کہا کہ "جو میرے ساتھیوں اور رضاکاروں پر ظلم کرتا ہے عبدالرحیم اس سے ہاتھ ملانے کا روادار نہیں" (۲۲)

تقسیم کے بعد:

جب ہندوستان تقسیم ہوا تو ملک کے دیگر حصوں کی طرح میانوالی میں بھی لٹے پٹے مہاجرین کے قافلے پہنچنے لگے۔ جن کی رہائش اور طعام کا بندوبست کرنا ناممکن نظر آ رہا تھا۔ لیکن آپ نے اسے ممکن کر دکھایا۔

"صوفی صاحب نے مہاجرین کی بحالی اور خورو نوش کا اہتمام کرنا اپنے ذمہ لے رکھا تھا۔ اور مقامی مسلم لیگ کے کارکنان کی معیّت میں مہاجروں کی آبادکاری کے لئے مثالی خدمات سرانجام دیں" (۲۳)

اسی دوران محکمہ تعلیم کے ایک نیک دل آفیسر کی مخلصانہ پیش کش پر آپ نے موسیٰ خیل میں مقامی سکول میں تدریس کے فرائض دوبارہ سنبھال لئے۔ لیکن یہ ملازمت آپ کی مجاہدانہ زندگی میں کبھی حائل نہ ہو سکی۔ تقسیم کے بعد مجلس احرار اسلام پاکستان نے اپنی سرگرمیوں کو دینی و تبلیغی امور کے لئے مخصوص کر لیا اور سیاسی میدان مسلم لیگ کے لئے چھوڑ دیا تو "آپ نے بھی مقامی سطح پر پاکستان نیشنل گارڈ ضلع میانوالی میں نہ صرف شمولیت اختیار کی بلکہ اس کے آنریری لیفٹیننٹ کے عہدہ پر بھی تعینات رہے۔" (۲۴)

پاکستان بننے کے بعد قادیانی ملک کے خلاف سازشی کارروائیوں میں نمایاں کردار کے طور پر کھل کھیل رہے تھے۔ جس کے سدّ باب کے لئے تمام مکاتب فکر نے مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے ۱۹۵۳ء میں ایک ملک گیر منظم تحریک تحفظ ختم نبوت چلائی گئی۔ صوفی عبدالرحیم خان نے بھی ناموسِ رسالت کے تحفظ کے لئے اس تحریک کو ضلع میانوالی میں ہوا دی اور اپنی ملازمت کی پروا کئے بغیر تحریک کی قیادت عملی طور پر سنبھالی اور ختم نبوت کانفرنسوں اور جلوسوں کا اہتمام کیا۔

"تحریک کے دنوں میں مجلس احرار اسلام کے مرکزی صدر ماسٹر تاج الدین انصاری اور سیکرٹری جنرل شیخ حسام الدین میانوالی تشریف لائے تو خصوصی طور پر عبدالرحیم خان کی خدمات اور کارکردگی کی تحسین کے طور پر ان کے غریب خانہ موسیٰ خیل تشریف لے گئے اور رات کو میانوالی شہر میں عبدالرحیم خان کی صدارت میں ایک عظیم الشان کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ صدر جلسہ عبدالرحیم خان نے اس موقع پر مسلمانانِ میانوالی کی طرف سے ایک خطیر رقم کی تھیلی بھی معزز مہمانوں کی خدمت میں پیش کی۔" (۲۵)

علاقہ بھر میں تحریک تحفظ ختم نبوت کو منظّم کرنے کے بعد "آپ ۲۸ فروری ۱۹۵۳ء کو ضلع میانوالی کے رضاکاروں کی قیادت کرتے ہوئے تحریک کے مرکز مسجد وزیر خان (لاہور) پہنچے۔ جب ٦ مارچ کو لاہور میں مارشل لاء کا نفاذ ہوا تو دیگر رہنماؤں کے ہمراہ آپ کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ کچھ عرصہ شاہی قلعہ اور پھر

بورسٹل جیل لاہور میں مقید رہے۔ چند ماہ بعد رہا ہوئے اور میانوالی پہنچ کر ے، مئی ۱۹۵۳ء کو تحریک کے آخری جلوس کی قیادت کی(۲۶)"

۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگیں پاکستان جیسے ملک کے لئے بہت بڑی آزمائیشیں تھیں۔ مگر پاکستانی عوام کا جوش و جذبہ بھی عروج پر تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ ۱۹۶۵ء کی جیتی ہوئی جنگ کچھ سازشی عناصر نے ۱۹۷۱ء میں ہرادی۔ بہرحال صوفی عبدالرحیم خان ان آزمائش کی گھڑیوں میں بھی خم ٹھونک کر کھڑے ہوئے۔"

۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران آپ نے مسلم لیگی رہنما امیر عبداللہ خان روکھڑی کے ہمراہ ضلع میں رضاکاروں اور کارکنوں کا ایک کیمپ قائم کیا اور مسلسل دورے کر کے عوام کو سول ڈیفنس کی تربیت سے آگاہ کیا۔ فوجیوں کی مالی امداد کے علاوہ جنگ کے متاثرین کی دیکھ بھال میں بھی آپ دن رات کوشاں رہے۔ آپ کے جذبہ اور کارکردگی کے اعتراف میں گورنر پنجاب نے آپ کو اعزازی سند عطاء کی۔ ۱۹۷۱ء کی جنگ میں بھی آپ نے اجتماعی طور پر بلیک آؤٹ کرانے اور اہم تنصیبات کی نگرانی میں ذاتی طور پر بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔" (۲۷)

آپ نے ۱۹۶۲ء میں پہلی دفعہ حج بیت اللہ کا شرف حاصل کیا اور پھر آٹھ نو مرتبہ مزید اللہ تعالیٰ نے آپ کو حج کی سعادت بخشی اور کئی مرتبہ عمرے بھی ادا کئے۔ آپ کی ساری زندگی ہنگامہ خیز دور کی نذر ہوئی۔ لیکن آپ کبھی تھک کر نہ بیٹھے بلکہ آگے بڑھ کر ہر ابتلاء و آزمائش میں استقامت کا پہاڑ بن کر کھڑے ہوئے اور نتیجہ کار، ہر رکاوٹ ٹکرا ٹکرا کر راستہ بدل گئی اور عبدالرحیم خان لیلائے منزل کی قربتوں سے ہمکنار ہوتے رہے۔ ضعف و نقاہت اور بیماری غلبہ پا چکی تھی۔ لیکن اس کے باوجود آپ کا جذبہ ہمیشہ جوان رہا۔ آپ اپنے بیٹوں کے ہمراہ موسیٰ خیل سے فیصل آباد منتقل ہو چکے تھے۔ پیرانہ سالی کے باوجود وہاں بھی دینی و سماجی تقریبات میں شریک ہوتے۔ عمرِ عزیز کے آخری دو سالوں میں باقاعدگی سے مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام مسجد احرار ربوہ میں سالانہ اجتماعات میں بالالتزام شریک ہوئے۔ گویا قادیان سے ربوہ تک قادیانیت کی سرکوبی کے لئے آپ اپنی جماعت مجلس احرار اسلام کے شانہ بشانہ، قدم بہ قدم اور لمحہ بہ لمحہ ساتھ ساتھ رہے۔ سچ ہے کہ

وفاداری بشرطِ استواری اصل ایماں ہے

ایک ہنگامہ خیز زندگی کہ جس میں وقت کا کوئی فرعون، انہیں جھکانے اور ہرانے میں کبھی کامیاب نہ ہو سکا، گزارنے کے بعد آخر کار رجل عظیم عبدالرحیم خان ۱۷، اپریل۔ ۱۹۹۱ء کو فرشتۂ اجل کے ہاتھوں جان ہار گیا۔

"آپ کا جنازہ قائد احرار مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ نے پڑھایا اور آپ کے سفید کفن کو احرار کے سرخ پرچم میں لپیٹ کر فیصل آباد میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔" (۲۸)

جان دے ہی دی جگر نے آج پائے یار پر
عمر بھر کی بے‌قراری کو قرار آہی گیا

حوالہ جات حواشی وماخذ

(۱) غلام محمد خان نیازی "سر گزشت مسکین" ص ۱۰۷ سن اشاعت ستمبر ۱۹۹۷ء ناشر شنگریلا پرنٹرز فیصل آباد

(۲) "سر گزشت مسکین" ص ۱۰۹

(۳) مولانا محمد گل شیر خان شہید (۱۸۹۹ء) میں ضلع اٹک کے ایک قصبے ملہو والی میں پیدا ہوئے۔ دینی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اصلاحِ معاشرہ کی طرف راغب ہوئے۔ آپ ایک شعلہ بیاں خطیب تھے۔ آپ کی سحر بیانی اور قوت عمل نے ایک زمانے کو متاثر کیا۔ ہندوؤں کو تجارت پر قابض دیکھ کر آپ نے مسلمانوں کو تجارت پر مائل کیا۔ مسلمان قبائل میں صلح کرا کر ان کی قوّت کو مجتمع کیا۔ غریب کسانوں کو بلاسود قرضے فراہم کئے۔ آپ کی شبانہ روز محنت و دعوت اسلام سے جہاں مسلمان معاشی اعتبار سے اپنے پاؤں پر کھڑے ہوئے اور عقائد میں پختگی سے فیض یاب ہوئے وہیں سینکڑوں ہندوؤں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ ۱۹۳۹ء میں آل انڈیا مجلس احرار اسلام میں شامل ہوئے۔ اور جلد ہی آپ کا شمار برصغیر کے نامور رہنماؤں میں ہونے لگا۔ احرار کی تحریک فوجی بھرتی بائیکاٹ (۴۲-۱۹۳۹ء) میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور قید و بند سے بھی دو چار ہوئے۔ ۱۹۴۲، ۱۹۴۳ء میں "تحریک کالا باغ" شروع کی اور انجام کار، انگریز ہندو اور مسلمان جاگیرداروں کی منظم شازش کے تحت ۲۴ مئی ۱۹۴۴ء کو آپ کو فائرنگ کر کے شہید کر دیا گیا۔ آپ ان دنوں مجلس احرار اسلام پنجاب کے نائب صدر تھے۔

(۴) مولانا محمد رمضان میانوالی کی غیر مطبوعہ یاداشتیں مملوکہ محمد عمر فاروق۔

(۵) محمد عمر فاروق "مولانا محمد گل شیر شہید، سوانح وخدمات، ص ۱۰۱ ناشر: بخاری اکیڈمی ملتان سن اشاعت ۱۹۹۲ء

(۶) سر گزشت مسکین" ص ۱۲۱ (۷) پندرہ روزہ "ضیاء الاسلام" امرتسر ۲۲ مئی ۱۹۳۹ء ص ۱۰

(۸) پندرہ روزہ "ضیاء الاسلام" امرتسر، ۲۲ مئی ۱۹۳۹ - ص ۱۱ (۹) "سر گزشت مسکین" ص ۱۲۸

MODERN ISLAM IN INDIA PUBLISHED IN;W.C. SMITH 1946 Page, 276 (۱۰)

(۱۱) ہفت روزہ "الفضل" سہارنپور۔ یکم مئی ۱۹۴۲ء ص ۵

(۱۲) ہفت روزہ "الفضل" سہارنپور ۲۳ اکتوبر ۱۹۴۲ ج ۱ شمارہ ۵ ص ۶

بقیہ ۲۳ صفحہ پر ملاحظہ کریں

ساغر اقبالی

زبان میری ہے بات ان کی

- سرِ عام ہاتھ کٹیں گے، دُرے لگیں گے، سنگساریاں ہوں گی۔ (ڈاکٹر باسط)۔

آپ اسی لئے بدحواس ہو رہے ہیں۔

- مریدوں نے قلندر پیر کو اغوا کر کے داڑھی اور مونچھیں مونڈ ڈالیں۔ تعویذ نے کام نہیں دکھایا۔ (ایک خبر)

بندر کے بڑے بھائی قلندر کا یہی علاج ہے۔

- میرٹ پر نہ آنے والی ڈاکٹر کی بیٹی کو کنگ ایڈورڈ میں داخلہ دے دیا گیا۔ (ایک خبر)

تعجب کی بات تب ہوتی جب میرٹ پر آنے والی ڈاکٹر کی بیٹی کو داخلہ نہ ملتا۔

- دوسری شادی کی دھمکی پر بیوی شوہر کو مردانہ صفات سے محروم کر کے چلتی بنی۔ (ایک خبر)

دوسری شادی کے خواہش مند مرد خبردار رہیں۔

- اینٹی کرپشن والے کرپٹ افسروں کو پاک صاف قرار دے رہے ہیں۔ (ہائیکورٹ)

لے کے رشوت پھنس گیا ہے — دے کے رشوت چھوٹ جا

- "اوور ٹیک کرتے ہو" ایلیٹ فورس نے پجارو سوار کو بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا۔ تھپڑوں اور مکوں کی بارش کر دی۔ (ایک خبر)

پجارو والے بھی اپنے مزارعوں کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں۔

- عوام کی محبت نے مجھے سیاست چھوڑنے سے روکا ہوا ہے۔ (بے نظیر)

شرم تم کو مگر نہیں آتی!

- امن و امان کی صورتحال پچھلے سال سے اچھی ہے۔ (آئی جی پنجاب)

بلا تبصرہ!

- علمائے حق شریعت بل کے ڈرامے پر چپ کیوں ہیں۔ (لغاری)

اپنے دورِ صدارت میں تو علمائے حق کبھی یاد نہیں آئے تھے۔

- کلنٹن کے دور میں یو ایس اے کا مطلب؟ (ایک سوال)

یونائیٹڈ سیکس آف امریکہ

- نیو ائیر نائٹ پر بھٹو۔ نصرت۔ کھر اور پیرزادہ ساری رات پیتے پلاتے رہے۔ (بگٹی)

اس قبیلے کا ہر پیر و جواں گستاخ ہے

- عورتوں کو گھروں پر بٹھا دیا جائے گا (روبینہ طارق)

بہت کچھ بن کے بھی تو پھر وہی عورت کی عورت ہے

چراغِ خانہ ہی بن کر نباہ لیتی تو اچھا تھا!

○ جاہل عابدہ نے داڑھی کا مذاق اڑا کر سنت رسول ﷺ کی توہین کی۔ (علماء)
آکسفورڈ کے جنگل کی بندریا سے اور کیا توقع کی جا سکتی ہے۔

○ میں فتویٰ دیتا ہوں کہ شریعت بل کے لئے بارس ٹریڈنگ جائز ہے (مولانا سمیع الحق)
مولانا! آپ سوَر کو حلال کہہ رہے ہیں۔

○ سرکاری شریعت نافذ کرنے والوں نے نماز جمعہ بھی قضا کردی۔ (ترجمان پیپلز پارٹی)
آپ تو نماز عید والے ہیں، جس کی قضا بھی نہیں۔

○ شیو بڑھا کر عالم کہلانے والے خاندانی منصوبہ بندی کے مخالف ہیں۔ (عابدہ حسین)
صدر تارڑ صاحب! میاں شریف صاحب! "مس منصوبہ بندی" کو پٹہ ڈالیں۔

○ پاکستان کی امداد بحال نہ کی جائے اور شریعت بل روکا جائے۔ (پیپلز پارٹی کے دس ارکانِ اسمبلی کا صدر کلنٹن کو خط)
کلنٹن کے بیٹو، یاد رکھو...... ہر ستارہ اسامہ بن لادن بن کر چمکے گا

○ خبروں میں بے نظیر کے ہار کا بہت ذکر ہے۔ یار مجھے اس طرح کا، سچ مچ کا ایک ہار اور لادو۔ (آصف زرداری)
کاٹھ کی ہنڈیا بار بار نہیں چڑھتی!

○ پاکستانی امیر لڑکیوں میں سگریٹ اور شراب نوشی کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ (عالمی ادارے کی رپورٹ)
قول سچا ہے جو بوئے گے سو کاٹو گے

○ متحدہ کے وفد کی ہمدرد فاؤنڈیشن آمد کے بعد حکیم سعید کے اہل خانہ نے چپ سادھ لی (ایک خبر)
اسی چپ میں قتل کی داستان مضمر ہے

○ پاکستان کے دینی مدرسے مجاہدین تیار کر رہے ہیں۔ ملک ملاؤں کے ہاتھ میں جا سکتا ہے۔ (بے نظیر)
ہاں! مُلا کے ہاتھ میں آرہا ہے۔ اپنا بندوبست کرلو

○ ایک فیصد عیاش طبقہ شریعت کا مخالف ہے۔ (خالد انور)
حضرت عمرؓ کی طرح کوڑے مار مار کر ان کا بھرکس نکال دو۔

○ حکمرانوں اور بیوروکریسی نے موٹروے پر اربوں ڈکار لئے لیکن ریل سے نئی ایک دہری نہیں بچھائی گئی۔ (سرفراز گل دراز)
ریل پر غریب سفر کرتے ہیں

○ ہائیڈروجن بم بھی بنانے کی صلاحیت حاصل کرلی ہے (ڈاکٹر قدیر)

سڑدیاں نوں ساڑاں گے تے نت کڑھائی چاڑھاں گے!

○ ڈسکہ کے قبرستان میں زوردار بم دھماکہ۔ (ایک خبر)

مرے کو مارے شاہ مدار

○ نصیحت کرنے پر نافرمان شاگرد نے استاد پر گولی چلادی۔ (ایک خبر)

سرکار کی تعلیم کے شفاف نتائج!

○ بہاولپور بورڈ کا ٹاپ کرنے والا امیدوار میڈیکل داخلہ ٹیسٹ میں فیل۔ (ایک خبر)

آج کل ٹاپ کرنے والے اسی ٹائپ کے ہوتے ہیں۔

○ پارلیمانی لیڈر نے کہا نعوذ باللہ رسول اکرم ﷺ ڈکٹیر تھے۔ (نواز شریف)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جمہوریت پسند کہنے والے بھی اتنے ہی مجرم ہیں۔

○ بوسہ دکھانا، ذومعنی جملوں اور کیمرے کے غلط زاویوں کے استعمال سے بہتر ہے۔ (ثمینہ پیرزادہ)

منٹو تو یوں ہی بدنام ہے۔

○ اکثر تھانوں کے انسپکٹر کرپٹ ہیں۔ (شہباز شریف)

پچاس سال سے یہی سنتے آرہے ہیں۔

○ پاکستان میں امریکہ والی شریعت نافذ کریں گے (عمران خان)

ساون کے اندھے کو ہرا ہی سوجھتا ہے۔ لعنت ہے اس سوجھ پر

○ ہم جلد حکومت کی تاریخ لکھنے والے ہیں۔ (زرداری)

فی الحال تو آپ کیسی تاریخیں پڑرہی ہیں۔

○ قائداعظم نے کبھی نظریۂ پاکستان کا ذکر نہیں کیا۔ (اصغر خان)

مسلم لیگ جواب دے!

○ پیاز پینتیس روپے کلو بک گیا۔ (ایک خبر)

میں نے کہا وصل وہ وَصَل سمجھا
بھیج دیے یار نے پیاز کے بورے بھر کر

ردّ مرزائیت میں اہم کتاب **کذباتِ مرزا**

تالیف: مولانا عبدالواحد مخدوم | ایک سو جھوٹ اور متعدد جھوٹی پیش گوئیاں

(صفحات: 380 قیمت:=/200)

بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان، فون: 511961

ابو نعمان چیمہ ساہی وال

عیسائیوں اور قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیاں

- ساہیوال میں سرکاری اراضی پر عیسائیوں کا ناجائز قبضہ
- چک نمبر ۶-۱۱ ایل میں قادیانی عبادت گاہ پر بوسٹر کی تنصیب اور ٹی وی پر قادیانیت کی تبلیغ
- حکومت، عیسائی اور قادیانی مشنریوں کی ارتدادی سرگرمیوں کو بند کرے
- مولانا محمد عبداللہ کے قاتلوں کو گرفتار کرے
- جان جوزف کی موت کے سلسلہ میں از سرِ نو تحقیقات کرائی جائے
- ملک سے سودی نظام فی الفور ختم کیا جائے

ضلع ساہیوال میں مختلف دینی جماعتوں کے زیرِ اہتمام یومِ احتجاج پر علماء کا خطاب

ساہیوال میں عیسائی، قادیانی مشنریوں کی ارتدادی سرگرمیوں، ناجائز عیسائی بستی کے قیام اور ضلعی حکام کی مسلسل چشم پوشی کے خلاف اسلامک ہیومن رائٹس کونسل کی اپیل پر مجلس احرار اسلام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علماء اسلام، پاکستان شریعت کونسل، حرکتہ المجاہدین اور علماء کونسل سمیت دینی جماعتوں کے زیر اہتمام "۲۳، اکتوبر کو "یوم احتجاج" منایا گیا۔ ساہیوال، چیچہ وطنی، ہڑپہ، کسووال اور نور شاہ سمیت ضلع کی تمام مساجد میں خطیبوں نے نماز جمعتہ المبارک کے اجتماعات میں اپنی تقریروں میں کہا کہ عیسائی، قادیانی مشنریوں، ہیومن رائٹس کمیشن اور سماجی و تعلیمی خدمات کی آڑ میں این جی اوز کی اشتعال انگیز کارروائیاں تشویش ناک حد تک بڑھ چکی ہیں جو ساہیوال کے امن کے لئے کسی بڑے حادثے کا پیش خیمہ بھی ہو سکتی ہیں۔ مرکزی جامع مسجد عید گاہ ساہیوال کے خطیب مولانا عبدالستار، قاری منظور احمد طاہر، مولانا محمد امین، قاری عبدالہادی، مولانا نور محمد، قاری محمد اقبال، قاری محمد طاہر، قاری شکیل احمد، قاری عبدالجبار، مولانا عبدالخالق رحمانی، قاری زاہد اقبال، مولانا محمد شفیع قاسمی، قاری عبدالغنی، مولانا عبدالرحمن، مولانا محمد جمیل، قاری محمد قاسم اور حافظ حبیب اللہ سمیت دو سو سے زائد مساجد میں علماء کرام نے صدائے احتجاج بلند کی اور کہا کہ ڈویژنل پبلک سکول ساہیوال کے ساتھ سرکاری اراضی پر پہلے عیسائیوں نے ناجائز قبضہ کیا اور اب اس کے جواز کی مذموم کوشش ہو رہی ہے۔ علماء نے کہا کہ ہم پرامن احتجاج کر رہے ہیں۔ لیکن اگر خالص مشنری بنیاد پر بننے والی اس بستی کو مسمار نہ کیا گیا تو مسلمانوں میں ردعمل پیدا ہونا فطری امر ہو گا اور پیش

آمدہ حالات کی ذمہ داری ہر گز مسلمانوں پر نہ ہو گی۔ علماء کرام نے کہا کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس پر عمل درآمد نہ ہونے کی وجہ ۱۹۸۴ء میں ساہیوال میں دو مسلمان (حضرت قاری بشیر احمد، محمد اظہر رفیق) قادیانیوں کے ہاتھوں شہید ہوئے اب پھر اس آرڈیننس پر عمل درآمد کی صورتحال ابتر ہے۔ چک نمبر ۶۔ ۱۱ ایل میں قادیانی اپنی عبادت گاہ پر بوسٹر لگا کر پی ٹی وی نشریات جام کر کے مرزا طاہر کی ارتدادی تقریری نشر کر رہے ہیں۔ علماء نے کہا کہ بشپ جان جوزف کی موت کے سلسلہ میں رینج کرائمز سے ازسر نو غیر جانبدارانہ تفتیش کرائی جائے تا کہ اصل واقعات سامنے آسکیں۔ علماء نے حکیم محمد سعید اور مولانا محمد عبداللہ کے وحشیانہ قتل اور ملک میں جاری مذہبی دہشت گردی کی شدید مذمت کرتے ہوئے اسے حکومت کی نااہلی قرار دیا اور مطالبہ کیا کہ اس کشیدگی کے اصل محرکات کا جائزہ لینے کے لئے سپریم کورٹ کے جج کی سربراہی میں ایک اعلیٰ سطحی کمیشن قائم کیا جائے۔ علماء نے شریعت بل کی حمایت کا اعلان کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ سودی نظام فی الفور ختم کیا جائے قبل ازیں ۲۲، اکتوبر کو ضلع بھر کے مذہبی رہنماؤں کا ایک اجلاس مرکزی جامع مسجد عید گاہ میں منعقد ہوا اجلاس میں احتجاجی تحریک کو منظم کرنے کے لئے اہم فیصلے کئے گئے اجلاس میں عبداللطیف خالد چیمہ، قاری زاہد اقبال . محمد اشرف ستی، مولانا عبدالستار، مولانا عبدالباقی، محمد اعظم ناصر، خلیل احمد، قاری محمد امین، مولانا احمد حاشمی، قاری عبدالغنی، مولانا محمد صدیق، حافظ محمد حقیق، مولانا عبدالرزاق اور مولانا عبدالحمید شاہ نے شرکت کی۔

ابو معاویہ رحمانی

- امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد نے عہد صحابہ کی یاد تازہ کر دی ہے۔
- اسلام، جمہوریت کی بیساکھی سے نہیں، تبلیغ اور جہاد سے نافذ ہو گا۔
- مذہبی جماعتیں جمہوریت اور اسلام کو خلط ملط کرنے کا منافقانہ طرز عمل ترک کر دیں۔
- انگریز نے فریضۂ جہاد کو ختم کرنے کے لئے مرزا قادیانی کو تیار کیا۔
- دینی مدارس کے طلباء، معاش کے لئے نہیں بلکہ خدمت اسلام کے لئے تعلیم حاصل کریں۔

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری کا سکھر میں مختلف اجتماعات سے خطاب

۲۸، اکتوبر ۱۹۹۸ء کو ابن امیر شریعت حضرت سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ، مجلس احرار اسلام سکھر کے صدر ڈاکٹر بادی بخش اعوان کے مرتب کردہ پروگرام پر سکھر تشریف لے گئے مرکزی دفتر کی ہدایت پر راقم بھی حضرت پیر جی کی معیت میں سکھر پہنچا۔ بعد العصر آپ نے مدرسہ جامعہ

اشرفیہ میں طلباء کو خطاب کیا اور بعد نماز عشاء جامع مسجد الفاروق میں اور فجر کی نماز کے بعد بڑی مسجد میں درس قرآن دیا۔ آپ نے طلباء کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

انما لا عمال بالنیات اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

اعمال کے لئے نیت کی تصحیح ضروری ہے۔ اگر نیت صحیح نہیں تو پھر کسی بھی اچھے سے اچھے عمل کا کوئی فائدہ نہیں۔ بلکہ بجائے نجات کے الٹا عذاب ہو گا۔ اس لئے ہر اچھا کام کرنے سے پہلے اپنی نیت درست کر لینی چاہیے۔ اس لئے ہر طالب علم کو دین پڑھنے اور سیکھنے سے قبل اپنی نیت صحیح کرنی چاہیے۔ یعنی یہ کہ دین پڑھ کر اس کا بیوپار نہیں کروں گا۔ اور اس کو ذریعۂ معاش نہیں بناؤں گا بلکہ دین پڑھ کر اسلام کی خدمت کروں گا اور اسلام کے نفاذ کے لئے کام کرتا رہوں گا۔ روزی کا ذمہ تو اللہ تعالیٰ نے لے لیا ہے اور وہی روزی دیگا۔ اگر محنت کرنی ہے تو دین اسلام پھیلانے اور حلال روزی کمانے کے لئے کرنی ہے۔ پہلے زمانہ میں دینی مدارس میں دین کی تعلیم کے ساتھ ساتھ حکمت بھی پڑھائی جاتی تھی تا کہ دین پڑھ کر اس کو معاشی پریشانی نہ ہو۔ وہ حکمت اپنا کر اپنی معاشی ضرورت پوری کرتا تھا۔ اے کاش اب بھی دینی مدارس میں ایسا کوئی شعبہ قائم ہو جائے تا کہ تعلیم سے فراغت کے بعد دینی مدارس کے طلباء معاشی پریشانیوں کا شکار نہ ہوں۔ دین اور دنیا کی تعلیم میں یہی فرق ہے۔ کہ دنیا کی تعلیم حاصل کرنے والا اپنی تعلیم کو ذریعۂ معاش بناتا ہے۔ بلکہ وہ تو تعلیم بھی اسی لئے حاصل کرتا ہے کہ اس کے ذریعے اپنا پیٹ پال سکے۔

مسلمانوں نے انگریز کے خلاف جہاد شروع کیا تو مرزا قادیانی کو انگریز نے عالمِ اسلام کے خلاف کھڑا کر کے پہلا فتویٰ دلایا کہ اب فریضۂ جہاد منسوخ کر دیا گیا ہے۔ اب جہاد کی کوئی ضرورت ہی نہیں رہی۔ اس لئے کہ انگریز جانتا تھا کہ مسلمان اسلام کے نام پر اپنی جان تک قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتا اور جہاد اسلام کا ایک اہم رکن اور بنیاد ہے۔ اس لئے پہلے اس جہاد کو ہی ختم کرایا جائے۔ تا کہ مسلمانوں میں جہاد کے خلاف اختلاف شروع ہو جائے۔ اور انگریز کے خلاف کوئی تحریک کامیاب نہ ہو سکے۔ لیکن مسلمانوں نے علماء حق کی قیادت میں اس فتنہ کے خلاف پوری قوت سے آواز اٹھائی اور انگریز کے خلاف جہاد جاری رکھا۔ آخر کار اسی جہاد کی برکت سے انگریز برصغیر سے اپنے اقتدار کی بساط لپیٹ کر چلا گیا۔ ۱۹۲۹ء میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور ان کے رفقاء نے ہندوستان میں مجاہدین کی ایک جماعت مجلس احرار اسلام کے نام سے قائم کی۔ جس نے انگریز اور اس کے خود کاشتہ پودے مرزائیت کے خلاف زبردست جہاد کیا۔ اکابر احرار نے مسلمانوں کو تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر جمع کیا اور تحریک تحفظ ختم نبوت شروع ہو گئی۔ ۱۹۳۴ء میں قادیان پہنچ کر مدرسہ و مسجد ختم نبوت کی بنیاد رکھی اور مرکز اسلام نام کر دیا۔ پاکستان بن گیا تو مرزائیوں نے پھر سر اٹھایا اور حکومت میں گھس کر حکومتی سرپرستی میں ارتداد کی تبلیغ کرنے لگے۔ اکابر احرار نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے لیکن بجائے اس کے کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جاتا الٹا سر ظفر اللہ قادیانی کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ بنا دیا۔ مسلمانوں کا اضطراب بڑھ گیا

اور تحریک زور پکڑ گئی بالآخر تیرہ ہزار مسلمانوں کو وقت کی مسلم لیگی حکومت نے شہید کر دیا۔ یہ تحریک بظاہر دب گئی لیکن ختم نہ ہوئی اور مطالبہ بھی جاری رہا آخر کار یہ فیصلہ ۱۹۷۴ء میں عمل میں آیا۔ ہم آج بھی اپنے بزرگوں کے اس نعرہ کو نئی نسل میں منتقل کر رہے ہیں۔

احرار چاہتے ہیں کہ اس دھرتی پر اللہ کا قانون نافذ ہو۔ جب تک اس دھرتی پر اللہ کا قانون اور نظام نافذ نہ ہوگا تب تک امن و سکون نہیں ہوگا۔

اسلام کے علاوہ تمام نظام کفر کی ایجاد ہیں تو ہم مسلمان کفریہ نظام کو کیوں قبول کریں؟ اکابر احرار نے جمہوریت کے خلاف کام کیا ہے۔ اسلام، جمہوریت کی بیساکھی سے نہیں بلکہ تبلیغ و جہاد کے راستے سے نافذ کیا جا سکتا ہے۔ پچاس برسوں میں پاکستان کے حکمرانوں اور سیاسی جماعتوں نے عوام کا استحصال کیا اور ملک کے وسائل پر ناجائز قبضہ جما رکھا ہے۔ اب مذہبی جماعتوں اور دینی رہنماؤں کو ایک راستہ منتخب کرنا ہوگا۔ "جمہوریت یا اسلام" دونوں نظاموں کو خلط ملط کرنے کا منافقانہ طرز عمل ترک کرنا ہوگا۔ ہماری منزل دین کی حاکمیت قائم کرنا ہے اور یہ کام قربانی مانگتا ہے۔ جس کی کامیاب مثال افغانستان ہے۔ اسلام بندوں کو بندوں کی غلامی سے نکالتا ہے۔ جب کہ کافرانہ جمہوریت سمیت تمام نظام بندوں کو بندوں کی غلامی میں جکڑنے کے نظام ہیں۔

اسلام ایسے نہیں آئے گا۔ اسلام وہ شخص نافذ کر سکتا ہے جو خود اس پر پابندی سے کاربند ہو۔ جو نہی عن المنکر پر عمل کرتا ہو۔ یہ سیاست دان اسلام نہیں لانے دیں گے۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ اسلام ووٹ اور اسمبلیوں کے ذریعہ سے بھی نہیں آئے گا۔ اسلام کمپرومائز سے بھی نہیں آ سکتا۔ اسلام صرف اور صرف قربانی مانگتا ہے اور پھر تبلیغ و جہاد سے اللہ کی حکومت قائم کرتا ہے۔ **افغانستان والوں نے قربانی دی اور جانی و** مالی نقصان اٹھایا ہے۔ تب جا کر وہاں اسلام آیا ہے۔

حکمران کہتا ہے کہ مولوی دہشت گرد ہے۔ پاکستان جب بنا تو مسلمانوں کو نعرہ دیا گیا لا الہ الا اللہ لیکن اسلام اور مسلمان کے ساتھ دھوکا ہوا۔ ۵۳ء میں تحریک تحفظ ختم نبوت میں اس وقت ہماری جماعت کے ہزاروں رضا کار حکومتی درندوں نے شہید کئے وہ دہشت گردی نہ تھی؟ علماء تو صرف قرآن کا فرمان بتا رہے ہیں "انما المشرکون نجس" قرآن کے فیصلے کے مطابق مشرک نجس ہیں اور پاکستان میں اسلام کے مقابلہ میں مشرکین نجس کا قانون نافذ ہے۔ ہم تو صرف نشاندہی کر رہے ہیں فیصلہ تو قرآن کا ہے۔ لا اکراہ فی الدین **کا معنی یہ ہے کہ کافر کو زبردستی کلمہ نہیں پڑھایا جا سکتا اسے ترغیب دی جاتی رہے۔ ہاں جس نے کلمہ نبی کا** پڑھ لیا ہے تو اب اس پر دین کے پورے احکام بالجبر نافذ کرنے ہوں گے۔ کلمہ بھی پڑھے پھر نماز نہ پڑھے، زکوٰۃ نہ دے اور کہے کہ لا اکراہ فی الدین اب یہ نہ ہوگا اب تو اس کو نبی علیہ السلام کی تمام شریعت مطہرہ کے احکام ماننا پڑیں گے۔ اللہ کا حکم ہے کہ ادخلوا فی السلم کافۃ اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔ ہمارے ملک کے سیاست دان زور سے کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور محب نبی علیہ السلام ہیں لیکن اسلام پر

مختلف انداز میں چہ میگوئیاں کرتے ہیں، تنقید کرتے ہیں۔ مثلاً پردے کے حکم کو لے لو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ عورت اپنے گھر میں رہے اور غیر محرم مرد کے سامنے کھل کر نہ آئے اس کے بارے میں آج کا تعلیم یافتہ طبقہ کہتا ہے کہ یہ دقیانوسی ہے، اس میں گھٹن ہے، پابندی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ہمیں مولوی کا دین نہیں چاہیے، ہم پوچھتے ہیں کہ کیا مولوی دین خود بناتا ہے؟ اگر کوئی مولوی دین خود بناتا ہے تو وہ خود مرتد ہے، بے ایمان ہے، دین تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ بنایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نہیں۔ دین تو نازل شدہ ہے۔ ہم اللہ کے نازل کردہ نظام کے مقابلہ میں مشرک بش کے بنائے ہوئے قانونِ جمہوریت پر عمل پیرا ہیں۔ سیاستدان اب کہتا ہے کہ ہم کو طالبان کا اسلام نہیں چاہیے ہمارا سوال ہے کہ کیوں نہیں چاہیے؟ اس لئے کہ وہاں پورا اسلام نافذ العمل ہے۔ چور کی سزا قطع ید ہے، قتل کا بدلہ قتل، قصاص، دیت ہے۔ عورت کا پورا پردہ ہے اور اس کو پورا حق دیا جاتا ہے۔ امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد ایک چٹائی پر بیٹھ کر اپنی عدالت لگاتے ہیں۔ شرعی احکام جاری کرتے ہیں۔ اس نے تو صحابہ کرام کی سنت تازہ کر دکھائی ہے اور آج کا لیڈر کہتا ہے کہ اسلام میں کچھ ترمیم اور نرمی کرنی چاہیے۔ یہی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار نے کہا تھا کہ آپ بتوں کی اتنی مخالفت نہ کریں اس میں کچھ ترمیم کریں۔ آج کا لیڈر مجتہد بن بیٹھا ہے۔ یاد رکھو کہ مجتہد صرف اور صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ جن کے ایمان کو اللہ تعالیٰ نے کسوٹی بنا دیا ہے کہ فَاِنْ اٰمَنُوا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِہٖ فَقَدِ اھْتَدَوْا۔ یعنی صحابہ جیسا ایمان ہو گا تو قابل قبول ہو گا اور ہدایت بھی پاؤ گے۔

حضرت پیر جی دامت برکاتہم نے مختلف تقاریب میں جو کچھ ارشاد فرمایا یہ اس کا خلاصہ تھا۔ دو روزہ دورہ مکمل کر کے حضرت ملتان کے لئے روانہ ہو گئے۔

امیر الاحرار، ابنِ امیر شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاری دامت برکاتہم

گزشتہ ماہ شدید علیل رہے۔ الحمدللہ اب افاقہ ہے اور وہ رو بصحت ہو رہے ہیں۔ آپ نے ناسازیٔ طبع کے باوجود ملتان شہر اور مضافات میں تقریباً سات اجتماعات سے خطاب فرمایا۔ مسجد نور ملتان، رہائش گاہ محمد معاویہ، بستی سیالاں ملتان اور جامع مسجد کرنالوی قاسم بیلہ ملتان میں اجتماعات بہ سلسلہ خلیفہ راشد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے خطاب فرمایا۔ قائد احرار شدید علالت کی وجہ سے ضلع رحیم یار خان کے سالانہ اجتماعات احرار میں شرکت نہ فرما سکے۔ احباب سے درخواست ہے کہ حضرت امیر الاحرار کی مکمل صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

آپ نے ۶، نومبر ۱۹۹۸ء سے ۲۵، نومبر تک ضلع رحیم یار خان کا طویل تبلیغی و تنظیمی دورہ کیا۔ مختلف بستیوں اور شہروں میں منعقدہ سالانہ اجتماعات احرار سے خطاب فرمایا۔ مجلس احرار اسلام کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد اسحٰق سلیمی مدظلہ، سید محمد کفیل بخاری اور مولانا فیض [illegible] صاحب بھی

بعض مقامات پر آپ کے ہمراہ رہے۔ اور اجتماعات سے خطاب کیا۔ ۱۶، نومبر کو حضرت پیرجی مدظلہ نے جامعہ موسویہ جلال پور پیروالہ ضلع ملتان میں ایک بڑے اجتماع سے خطاب کیا۔ مولانا فقیر اللہ رحمانی اور حافظ محمد اکرم صاحب اس پورے سفر میں آپ کے ہمراہ رہے۔ حضرت پیرجی ۲۶، نومبر کو چیچہ وطنی پہنچے اور دارالعلوم ختم نبوت کے طلباء کا امتحان لیا۔ ۲۷/ نومبر کو مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم میں خطبۂ جمعہ ارشاد فرمایا جبکہ بعد نماز جمعہ دارالعلوم ختم نبوت کے حفظ قرآن مکمل کرنے والے طلباء کی سالانہ تقریب ختم قرآن میں شرکت فرمائی اور طلباء کو نصیحت فرمائی۔ ۴ دسمبر کو مسجد احرار ربوہ میں دوسری سالانہ مجلس قرأت منعقد ہوئی جس میں نامور قراء نے تلاوت قرآن کریم سے مسلمانوں کے ایمانوں کو منور کیا۔ ۹، دسمبر کو جامعہ فتحیہ اچھرہ لاہور کے طلباء کا امتحان لیا۔ حضرت پیرجی پورا ماہ رمضان مسجد احرار مدرسہ ختم نبوت ربوہ میں قیام فرمائیں گے۔ اجتماعات احرار سے خطاب کی روداد ان شاء اللہ آئندہ شمارے میں شائع ہو گی۔

سید محمد کفیل بخاری

۱۳، نومبر ۱۹۹۸ء جامع مسجد فاروقی جام پور میں بعد نماز جمعہ تا عصر خطاب، ۲۳ نومبر تک ضلع رحیم یار خان میں مختلف وقفوں کے ساتھ چند اجتماعات احرار سے خطاب ۳، دسمبر کو عید گاہ بہل ضلع بھکر میں خطاب۔ ۴ دسمبر کو سالانہ مجلس قرأت ربوہ میں شرکت اور ۵ تا ۱۱ دسمبر مولانا محمد مغیرہ کے ہمراہ تلہ گنگ اور چکڑالہ میں قیام۔ ملاقاتیں، تنظیم سازی اور خطاب

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ العالی کی دفتر احرار چیچہ وطنی میں تشریف آوری

چیچہ وطنی (حافظ معاویہ رضوان) کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے سربراہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ نے ۱۴/ اور ۱۵ نومبر ۱۹۹۸ء کی درمیانی شب چیچہ وطنی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سالانہ کانفرنس میں شرکت کے بعد احرار کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ کی دعوت پر دو بجے رات دفتر مجلس احرار اسلام جامع مسجد چیچہ وطنی تشریف لائے جہاں خالد چیمہ کے علاوہ مولانا منظور احمد، چوہدری انوار الحق، حافظ جاوید اقبال سمیت دیگر کارکنوں نے حضرت اقدس کا استقبال کیا اس موقع پر حضرت نے فرمایا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور مرزائیت کے خلاف مجلس احرار اسلام کا مضبوط اور موثر کردار تحریک ختم نبوت کی تاریخ کا سنہری باب ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ قادیانیوں کی تخریبی اور اسلام و ملک دشمن سرگرمیوں کا موثر سدباب کیے بغیر امن قائم کرنا قطعی ناممکن ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ دسمبر میں قادیان (بھارت) میں ہونے والے قادیانی اجتماع میں پاکستانی قادیانیوں کو ویزہ نہ دیا جائے کیونکہ قادیانی ملکی سلامتی کے لئے سنگین خطرہ ہیں بعد ازاں حضرت نے دعا فرمائی۔

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔

کتاب:	سوانح مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ
مؤلف:	مولانا محمد سعید الرحمن علوی مرحوم
ضخامت:	۱۹۰ صفحات
قیمت:	۱۰۰ روپے
ناشر:	بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

مسیلمہ کذاب سے مسیلمہ پنجاب مرزا قادیانی تک کفر و ارتداد کی ایک ایسی کڑی ہے جس کے ذریعے موقع بہ موقع اسلام کی رفیع الشان عمارت کو ڈائنامیٹ کرنے کے لئے ہر ممکن وسیلہ بروئے کار لایا گیا۔ لیکن دین اسلام کے خالق نے اپنے دین کی پاسبانی کے لئے امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مولانا عنایت اللہ چشتیؒ سے مولانا محمد علی جالندھریؒ اور مولانا سید ابوذر بخاریؒ تک ایسے مردانِ حق اور راستباز و پاکباز انسانوں سے اس فتنہ عظیمہ کی سرکوبی اور سدباب کا کام لیا۔ اور قیامت تک بندگانِ الٰہی یہ فریضہ سرانجام دیتے رہیں گے۔

مولانا محمد علی جالندھریؒ نے سیاسی زندگی کا آغاز مجلس احرار اسلام سے کیا اور اسی جماعت کے شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت میں اپنی زندگی کا قیمتی دور کھپا دیا۔ انہوں نے احرار زعماء کی قیادت و سیادت میں برصغیر سے انگریز کے انخلاء اور انگریزی نبوت کے خاتمہ کے لئے تاریخی خدمات سرانجام دیں۔ مولانا محمد علیؒ حقیقی معنوں میں ایک جید عالم دین، پختہ مبلغ، کامیاب مناظر اور فقیر منش اور بے لوث انسان تھے۔ جن کی دیانت، نیکی اور تقویٰ آج کے مبلغین کے لئے بالخصوص ایک روشن قندیل کی حیثیت رکھتی ہے۔ جس کی روشنی میں وہ راست سمت میں منزل کی طرف گامزن ہو سکتے ہیں۔

مولانا محمد علی کی زندگی کے آخری دور میں مجلس احرار اسلام کے رہنماؤں اور کارکنوں کو ان کی ذات سے تنظیمی امور پر شدید اختلافات بھی ہوئے۔ لیکن تلخی کے اس دور میں بھی ہر دو جانب کے رہنماؤں نے شخصی احترام اور باہمی تعلقات میں کمی نہ آنے دی جو کہ دراصل عظیم انسانوں کا شیوہ ہوتا ہے۔

زیر تبصرہ کتاب "سوانح مولانا محمد علی جالندھری" نامور قلم کار اور ممتاز عالم دین مولانا محمد سعید الرحمن علوی رحمۃ اللہ علیہ کے رشحات قلم کا نتیجہ ہے۔ مولانا علوی مرحوم نے ۱۹۱ صفحات کی اس کتاب میں مولانا محمد علی کی سیرت و سوانح کا مکمل احاطہ کیا ہے۔ ان کا اسلوب نگارش سادہ مگر دل نشین اور رواں دواں ہے جو قاری کی توجہ کتاب سے ہٹنے نہیں دیتا۔ انہوں نے مولانا کی پیدائش تا وفات ہر واقعت کو عصری حالات کے پس منظر اور پیش منظر کے ساتھ تحریر میں سمویا ہے۔ اور ایک غیر جانبدار مورخ نگار کی حیثیت سے کمال دیانت کے ساتھ اور بلاکم وکاست مولانا محمد علی کی شخصیت کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی کامیاب

کوشش کی ہے۔ جو فکری پختگی اور نظریاتی ہم آہنگی کے بغیر ممکن نہیں اور حضرت مولانا خواجہ محمد صاحب مدظلہ کے بقول "مولانا عبیدالرحمن علوی زبان وفکر کے ساتھ صحیح فکر کے حامل تھے۔"

محترم سید محمد کفیل بخاری کا کہنا بجا ہے کہ

"کتاب اپنی جگہ ایک مکمل اور بھرپور دستاویز ہے"

مولانا علوی مرحوم کے برادر بزرگ مولانا عزیز الرحمن خورشید صاحب کی رائے ہے کہ "مولانا محمد علی کی زندگی کا مکمل نقشہ اس کتاب میں اجاگر کیا گیا ہے۔

جب کہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ

"یہ کتاب ان شاء اللہ مولانا محمد علی جالندھری کی شخصیت کے حوالے سے تحریکی کام کرنے والوں کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی۔"

کتاب تمام ظاہری خوبیوں سے مرصع ہے۔ طباعت و کتابت دیدہ زیب ہے۔ ۱۹۱ صفحات پر مشتمل یہ کتاب مبلغ =/100 روپے میں ناشر کتاب ہذا۔ بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان سے دستیاب ہے۔ (تبصرہ: محمد عمر فاروق)

قرآن نمبر؛ ماہنامہ "الاشرف"
مدیر: مولانا محمد اسلم شیخوپوری
صفحات: ۲۱۲ صفحات
قیمت: ۶۰ روپے
پتہ: ماہنامہ "الاشرف"۔ الاحمد مینشن ۱۳۔ بی گلشن اقبال کراچی

ورق ورق ترے قرآں کا خالق ہستی
بتا رہا ہے جہاں کو حکایتیں تیری!

جامعہ اشرفیہ سکھر کے ترجمان ماہنامہ "الاشرف" کے قرآن نمبر کی جلد نمبر ۱ اس وقت میرے پیش نظر ہے جو دراصل جلد نمبر ۱۳ کے ۳ تا ۶ شمارے یکجا کر کے خدمت قرآن کے لئے وقف کئے گئے ہیں۔ جولائی تا اکتوبر ۱۹۹۸ء کا یہ جریدہ۔ جاذب نظر ٹائٹل کے ساتھ مضبوط جلد میں مولانا محمد اسلم شیخوپوری کی ادارت میں کراچی سے شائع کیا گیا ہے۔ اس خوبصورت جریدے میں دو سو بارہ صفحات پر پھیلے ہوئے تیرہ وقیع مضامین شامل ہیں۔ مدیر محترم کے بقول طویل سوچ بچار، مشورت اور دعاؤں کے بعد طے کیا گیا ہے کہ اپنی اور الاشرف کی باقی زندگی کو خدمت قرآن کے لئے وقف کر دیا جائے۔ انہوں نے اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ ہر چار ماہ بعد علوم قرآنی کے کسی ایک موضوع پر ایک نمبر شائع کیا جائے گا۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کا مضمون "قرآن مجید کے بارے میں کوتاہیاں" نہایت قیمتی ہے۔ جس کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے بہت ضروری ہے۔ حضرت تھانوی لکھتے ہیں:

"حفظ قرآن سے قوت حافظہ بڑھتی ہے اور علوم معاشیہ میں کام دیتی ہے۔ بعض لوگ تراویح اجرت پر سناتے ہیں۔ اور بعض مُردوں پر پڑھ کر اجرت لیتے ہیں یہ طلب مال ہے۔ جب قرآن پڑھنے کا ارادہ کرو، وضو کر کے رو بقبلہ اگر سہل ہو ورنہ جیسے موقع ہو، خشوع کے ساتھ بیٹھے یہ تصور کرے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوں اور مولیٰ مجھے فرمائش کرتے

ہیں کہ ہمیں پڑھ کر سناؤ۔ افسوس! بعض لوگ اس وقت قرآن کا اتنا ہی حق سمجھتے ہیں کہ اس کی قسم کھالی۔ بیمار کو اس کی ہوا دے دی۔ اس سے فال لے لی۔ بچے کا نام نکال لیا۔ چوری کے شبہ میں لوٹے پر یسین پڑھ کر اس کو گھما دیا۔ کوئی مر گیا دو چار ختم پڑھوا دیئے۔ یا تعویز بنا کر بازو پر باندھ لیا۔ افسوس! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تیئیس سال تک اس کا نزول بس ان ہی مقاصد کے لئے تھا۔ اور آپ نے بھی (نعوذ باللہ) قرآن مجید کے ساتھ یہی کچھ کیا جو ہم کر رہے ہیں۔

مولانا مفتی محمد ابراہیم نے اپنے مضمون "قرآن کریم تحریف کی زد میں" میں کتابت کی اغلاط کے حوالے سے طباعتی اداروں کی طرف سے شائع کردہ قرآن پاک کے مختلف نسخوں کا جائزہ لیا ہے ان کی تحقیق کے مطابق ایک ایک نسخے میں بیسیوں اغلاط پائی گئی ہیں۔ بلکہ ایک نسخہ ایسا بھی ملا ہے جس میں اغلاط پانچ سو سے بھی تجاوز کر گئی ہیں۔ انہوں نے بغیر کسی لالچ کے تنہا اتنا بڑا کام کیا ہے جو کئی اداروں کے کرنے کا تھا۔ اس مسئلے میں ان کا جذبہ لائق رشک ہے۔ اب تک بارہ نسخے وہ دیکھ چکے ہیں اور ان کی شمار کردہ اغلاط ایک ہزار سے تجاوز کر چکی ہیں۔ امید ہے مفتی صاحب کی اس عرق ریزی کے نتیجے میں لالچی، تساہل پسند ناشرین کے تعاقب، مجرمانہ تغافل کے مرتب پروف ریڈرز کے مواخذہ اور سعودی حکومت کی طرز پر اغلاط سے مبرا قرآن مجید کی اشاعت کا کوئی واضح بندوبست ہو سکے گا۔

اس طرح رسالے کے باقی مضامین بھی اپنی اہمیت اور دلچسپی کے لحاظ سے کسی طرح بھی کم نہیں ہیں۔ قرآن نمبر کے حوالے سے جریدے پر خاصی محنت کی گئی ہے۔ "اعتراف تقصیر" کے عنوان سے دو ورقہ ضمیمہ بھی ساتھ ہے۔ جس میں پروف ریڈرز کی ستم ظریفی کا رونا رویا گیا ہے۔ کہ قرآن مجید کی حروف بینی میں بھی یہ لوگ تساہل سے کام لیتے ہیں اس سلسلے میں روزنامہ "جنگ" کی اشاعت بتاریخ ۱۵، ستمبر ۱۹۴۸ء کا ایک عکس شامل اشاعت کیا گیا ہے۔ جس میں قائداعظم کی وفات کی مناسبت سے درج آیت میں تحریف کی گئی ہے۔ "واذا جاء اجلهم ولا يستقدمون ساعة ولا يستاخرون"

حالانکہ صحیح آیت اس طرح ہے۔ "فَاِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ" (النحل، ٦١)

ترجمہ: پھر جب آ پہنچے گا ان کا وعدہ، نہ پیچھے سرک سکیں گے ایک گھڑی اور نہ آگے سرک سکیں گے۔

اور تساہل پسندی کی حد یہ کہ روزنامہ "جنگ" نے ۱۴، ستمبر ۱۹۹۸ء کو اس کا عکس دوبارہ شائع کیا ہے۔ مگر قرآن مجید کی آیت میں جو تحریف پچاس سال پہلے کی گئی تھی۔ آج بھی اس کی وضاحت کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔

مدیر "الاشرف" کی طرف سے قرآن نمبر کی کم از کم انیس اسی طرح کی جلدیں شائع کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عظیم کام میں ان کا حامی و ناصر ہو! (آمین)

یہ نمبر/۶۰ روپے میں ذیل کے پتے سے مل سکتا ہے۔

ماہنامہ "الاشرف" کراچی۔ الاحمد مینشن ۱۳۔ بی گلشنِ اقبال۔ کراچی (تبصرہ: [illegible] حبیب الرحمن)

نام کتاب: بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں
ترتیب و تحقیق: محمد متین خالد
ضخامت: ۲۹۲ صفحات
قیمت: ۱۵۰ روپے
ناشر: مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار لاہور

کوئی مسلمان ایسا نہیں جس کے دل میں رحمت عالم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضری کی امنگ اور آرزو نہ ہو۔ خوش نصیب ہوتے ہیں وہ جنہیں معراج شریف پر حاضری اور صلواۃ و سلام عرض کرنے کی سعادت ملتی ہے۔ یہ وہ مقام ارفع و اعلیٰ ہے جہاں سب مراتب و مناصب تمام ہو جاتے ہیں۔ جہاں اونچی آواز میں بولنا بھی اللہ تعالیٰ کو ناگوار گزرتا ہے۔ کہ حبیب رب اللعلمین کے آرام میں خلل نہ آئے دھیمی آواز میں صلواۃ و سلام عرض کرنا اور آہستگی سے گذر جانا اللہ کو پسند ہے۔ یہاں کی واردات و مشاہدات انوار الٰہیہ کا پر تو ہیں۔ استاد امام دین گجراتی کا کیا لافانی شعر ہے

محمد کا جہاں پر آستاں ہے
زمیں کا اتنا ٹکڑا آسماں ہے

بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں" محبت و اطاعت اور واردات و مشاہدات سے معمور تحریروں کا ایمان افروز مجموعہ ہے جس کی ترتیب کی سعادت جناب محمد متین خالد کے حصے میں آئی ہے۔ اس کتاب میں ۲۰ کے قریب شخصیات کے تأثرات ہیں۔ جس میں ابن بطوطہؒ، علامہ اقبالؒ، پیر مہر علی شاہؒ، سید ابوالحسن علی ندویؒ، قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ، عبدالماجد دریا آبادیؒ، شورش کاشمیریؒ، قدرت اللہ شہابؒ، ماہر القادریؒ، شاہ بلیغ الدین، نسیم حجازی اور دیگر خوش نصیبوں کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبی ہوئی شاہکار تحریریں شامل ہیں۔ ایک خوبصورت کتاب، جو ایمان کو جلا بخشتی ہے اور قلب کو منور کرتی ہے۔ محمد متین خالد کے لئے یقیناً توشۂ آخرت ہے کتاب کے آغاز میں ممتاز دانشور جناب اشفاق احمد نے گرانقدر تعارف لکھا ہے۔ ممتاز اقبال ملک نے درست کہا ہے کہ "بارگاہِ رسالت میں" بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں قبول ہو گئی ہے۔ (تبصرہ کفیل بخاری)

نام کتاب: تلخیص تذکرۃ السعید
مؤلف: محترم عبدالقادر انجم
ضخامت: ۹۷ صفحات
قیمت: ۲۵ روپے
ناشر: حافظ محمد سعد السعید
مکتبہ سعیدیہ قادریہ۔ ڈونگہ بونگہ ضلع بہاولنگر

حضرت مولانا محمد سعید احمد رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ رائے پور کے گلِ سرسبد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کے خلفاء میں سے تھے۔ خانقاہ رائے پور سے ہزاروں انسانوں نے فیض پایا، دلوں کی اجڑی بستیوں کو ذکر الٰہی اور فکر آخرت سے منور کیا۔ کیسی کیسی ہستیاں اس خانقاہ سے اُٹھیں جنہوں نے علم و عمل اور جُہد مبین سے تاریخ کا رخ موڑ دیا۔ اصل میں یہ اسلاف و اکابر رائے پور کا خلوص، اپنی ذات کی نفی اور دین کی سچی تڑپ تھی جس نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، رئیس الاحرار مولانا حبیب

الرحمن لدھیانویؒ، مبلغِ اسلام حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ، مفکرِ اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ اور مؤرخ اسلام مولانا سید ابوذر بخاریؒ جیسی شخصیتوں کی انفرادی و اجتماعی تربیت کر کے انہیں خدمت اسلام کے لئے وقف کر دیا۔ جس کے نتیجے میں ان حضرات نے قومی و ملکی اور دینی معاملات میں ایک بھرپور کردار ادا کیا۔

حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کی بارگاہ سے فیض پانے والوں میں بے شمار نام آتے ہیں جو افقِ تاریخ پر آفتاب بن کر چمکے۔ انہی سعادت مند و خوش بخت ناموں میں ایک نام مولانا محمد سعید احمد رحمہ اللہ کا آتا ہے۔ ڈونگہ بونگہ ضلع بہاولنگر میں حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہ سے منسوب "مدرسہ عربیہ رحیمیہ" قائم کیا۔ جس کا سنگِ بنیاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمہ اللہ نے ۱۹۵۰ء میں رکھا۔

محترم عبدالقادر انجم صاحب تذکرہ کے فرزند و جانشین ہیں۔ انہوں نے حضرت مولانا محمد سعید احمد رحمہ اللہ کے سوانح پر مشتمل ایک ضخیم کتاب "تذکرۃ السعید" کے نام سے تالیف کی۔ لیکن وسائل مہیا نہ ہونے کی وجہ سے فی الحال اس کی تلخیص شائع کی ہے۔ اس کتاب میں صاحب تذکرہ کے سوانح اور کارناموں پر چند مضامین شامل ہیں۔ امید ہے کہ مولانا عبدالقادر انجم جلد از جلد اصل کتاب کو بھی شائع فرمائیں گے۔ تلخیص کے مطالعہ نے اصل کتاب کے مطالعہ کا اشتیاق بڑھا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اسباب اور توفیق عطاء فرمائیں آمین (تبصرہ: کفیل بخاری)

دعاء صحت

- حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی رحمہ اللہ (مرشد حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ) خانقاہ سراجیہ کندیاں کے فرزند ارجمند حضرت صاحب زادہ حافظ محمد عابد صاحب گزشتہ ایک ماہ سے شدید علیل ہیں۔
- پاکستان کے ممتاز نعت گوشاعر اور حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کے ارادت مند جناب حافظ لدھیانوی (فیصل آباد) ان دنوں علیل ہیں۔
- مجلس احرار اسلام سیالکوٹ کے صدر جناب علی احمد صاحب اور جناب سالار عبدالعزیز صاحب علیل ہیں۔
- جامع مسجد گول چوک اوکاڑہ کے سابق خطیب **اور ہمارے کرم** فرما مولانا عنایت اللہ سالک شدید علیل ہیں اور دو ماہ سے ہسپتال میں داخل ہیں۔
- احباب سے درخواست ہے کہ ان کی صحت یابی کے لئے دعاء فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو شفاء کاملہ عطاء فرمائے (آمین)

مسافرانِ آخرت

صوفی مولا بخش مرحوم:

مجلس احرار اسلام کراچی کے صدر محترم صوفی مولا بخش صاحب ۹/ نومبر ۱۹۹۸ء بروز پیر، ۷۲ برس کی عمر پا کر کراچی میں انتقال کر گئے۔

شیخ عبدالحی مرحوم:

مجلس احرار اسلام ملتان کے سابق سالار شیخ عبدالحی ۱۳ اکتوبر ہفتہ کو ملتان میں انتقال کر گئے۔ مجلس احرار اسلام ملتان کے ناظم نشر واشاعت حسین اختر لدھیانوی کے ہم زلف تھے۔

مجلس احرار اسلام چیچا وطنی کے انتہائی مخلص کارکن محترم رانا قمر الاسلام کے والد ماجد رانا تاج محمد صاحب ستمبر ۱۹۹۸ء کو چیچا وطنی میں انتقال کر گئے۔

عبدالرحمن جامی کو صدمہ:

مجلس احرار اسلام جلال پور پیروالہ کے صدر محترم عبدالرحمن جامی اور جناب قاری عبدالرحیم فاروقی کی نانی صاحبہ ۶. نومبر ۱۹۹۸ء کو طویل علالت کے بعد انتقال کر گئیں۔

جناب عطاء الحق، ضیاء الحق کو صدمہ:

مبلغِ اسلام حضرت مولانا محمد شفیع رحمہ اللہ (کبیر والہ) کی بہو، حافظ محمد زبیر مرحوم کی بیوہ اور برادران مولوی عطاء الحق اور حافظ ضیاء الحق کی بھاوج ۱۰، نومبر ۱۹۹۸ء کو کبیر والہ میں رحلت کر گئیں۔

محمد رمضان مرحوم:

ملتان میں ہمارے کرم فرما حافظ محمد معاویہ (ایم ایم ادیب) حافظ محمد ابراہیم صاحب، حافظ محمد ابوبکر اور محمد بلال کے بہنوئی جناب محمد رمضان ۷، نومبر ۱۹۹۸ء کو ملتان میں رحلت فرما گئے۔

پروفیسر خالد شبیر صاحب کو صدمہ:

مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما محترم پروفیسر خالد شبیر احمد صاحب کی والدہ ماجدہ ۱۷/ نومبر کو چنیوٹ میں انتقال فرما گئیں۔

حکیم ارشاد الحق غوری مرحوم:

ہمارے نہایت کرم فرما محترم حکیم ارشاد الحق غوری ۲۰، نومبر ۱۹۹۸ء بروز جمعہ ملتان میں رحلت فرما گئے۔ مرحوم مجلس احرار اسلام کے رکن تھے اور بے پناہ محبت کرنے والے مخلص اور صالح انسان تھے۔ حق

تعالیٰ مغفرت فرمائے۔

حضرت مولانا اصغر علی صاحب رحمہ اللہ:

جامعہ خیر المدارس ملتان کے سابق استاد اور سابق منتظم دفتر حضرت مولانا اصغر علی صاحب ۲۰، نومبر ۱۹۹۸ء کو انتقال فرما گئے۔

مرحوم صحیح معنوں میں عالم با عمل تھے اپنے استاد حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے مقربین میں سے تھے اور جامعہ خیر المدارس کے وفادار اور قابل اعتماد اساتذہ میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

جام محمد شریف مرحوم:

مجلس احرار اسلام علاقہ ٹب چوبان ضلع رحیم یار خان کے قدیم کارکن محترم جام محمد شریف ۱۹، نومبر ۱۹۹۸ء بروز جمعرات، انتقال کر گئے۔ مرحوم طویل عرصہ سے بیمار تھے۔ وہ جماعت کے سرگرم کارکن مولوی محمد یعقوب صاحب کے چچا تھے اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔

مجلس احرار اسلام چیچا وطنی کے کارکن جناب ابومعاویہ عبدالستار خالد (ساکن چک نمبر۱۳-۱۲-ایل) کی والدہ ماجدہ ۱۱/نومبر کو انتقال کر گئیں۔ ان کی نماز جنازہ دارالعلوم ختم نبوت کے صدر مدرس قاری محمد قاسم صاحب نے پڑھائی۔

دارالعلوم ختم نبوت ہاؤسنگ سکیم چیچا وطنی کے مدرس قاری محمد سلیم صاحب کی والدہ ماجدہ ۲۱/نومبر کو جلہ ارائیں میں انتقال کر گئیں۔

مجلس احرار اسلام لاہور کے رہنما میاں محمد اویس صاحب کی پھوپھی صاحبہ ۲۹/نومبر کو انتقال کر گئیں۔

حافظ سید محمد معاویہ ہمدانی انتقال کر گئے:

پیر سید محمد اسعد شاہ صاحب ہمدانی (عبدالحکیم) کے جواں سال فرزند حافظ سید محمد معاویہ ہمدانی ۲۶/نومبر ۱۹۹۸ء کو تلمبہ میں ٹریفک کے ایک حادثہ میں انتقال کر گئے۔ مرحوم حضرت پیر سید خورشید احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے، حضرت سید محمد شفیع شاہ صاحب رحمہ اللہ کے نواسے اور مدیر نقیب ختم نبوت سید محمد کفیل بخاری کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ مدرسہ عربیہ تلمبہ میں دینی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ مرحوم اپنے بہن بھائیوں میں نہایت صالح انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے (آمین)

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ درجات بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطاء فرمائے۔ (آمین) اراکین ادارہ سب کے لئے دعا مغفرت کرتے ہیں اور پسماندگان سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے ان کے لئے صبر کی دعا کرتے ہیں۔ قارئین سے بھی دعاء مغفرت اور ایصال ثواب کا اہتمام کرنے کی درخواست ہے (ادارہ)

خاموش مبلغ ملتان

معاشرہ کے کالے چور.................پکڑے کون؟

اب یہاں کا ذرّہ ذرّہ معصیت بردوش ہے اور انسان سمجھتا ہے کہ خدا خاموش ہے
(اسدی)

روزانہ اخبارات کے کالم مرثیہ خواں ہیں کہ فلاں محلہ سے ایک لڑکی اغوا ہو گئی ہے۔ اور فلاں علاقہ سے چند مردوں اور عورتوں نے ایک لڑکی کو بہلا پھسلا کر اغوا کر لیا ہے۔ عموماً مغویہ لڑکیوں کی بازیابی ناممکن ہوتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

نام نہاد اسلامی حکومت میں معاشرتی بگاڑ کی وجہ الیکٹرانک میڈیا پر شب روز موسیقی پروگرام۔ اخبارات ورسائل کے فحش فلمی اور ثقافتی ایڈیشن، بعض اوباش طبع اور بد کردار تربیت یافتہ نوجوانوں کی حوصلہ افزائی ۔ مخلوط تعلیم اور ہمہ قسم آزاد ماحول ہے۔ چند بڑے گھرانوں میں ٹیلیفون کی بےروک ٹوک سہولت سے نوجوان جوڑے گمراہی کی دلدل میں کچھ اس طرح الجھ جاتے ہیں کہ سنبھلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ شربت کے دھوکہ میں زہر پی لینے والے نوجوانوں کے متاثرہ خاندان عزت، آبرو، خاندانی وقار کا رسوا کن خسارا اور خوفناک نتائج مجبوراً برداشت کر لیتے ہیں اور پھر اپنے دفاع کے لئے بے تحاشا دولت کے انبار لٹا دیتے ہیں۔ ماں چیختی ہے ہائے میں لٹ گئی۔ میری بیٹی کی دنیا اور آخرت برباد ہو گئی۔ ہم کہیں منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔ لڑکی شرعی رشتہ ازدواج سے محرومی کا حل عدالتی اور قانونی مشیروں کی وساطت سے سرکاری نکاح کا سہارا لیتی ہے۔ خاندانی رسوائی اور عوامی لعن طعن کے خوف سے بادل ناخواستہ گھر سے نکل کھڑی ہوتی ہے۔ اس دوران کسی خود غرض لالچی بد کردار کے ہتھے چڑھ کر مرد کا کھلونا بن جاتی ہے۔ آخر کار معاشرہ کی تباہی اور فحاشی کا خود مرکزی کردار بن جاتی ہے۔ لمحوں کی خطا عمر بھر کا عذاب۔ اولاد کے بالغ ہوتے ہی نکاح کر دینا چاہیے۔ بصورت دیگر اگر خدانخواستہ ان سے کوئی غلطی ہو گئی تو اس کا وبال والدین کے ذمہ ہو گا۔ اگر لڑکی نکاح سے پہلے بے آبرو ہو گئی تو وہ پھر ہر قسم کی بے حیائی پر دلیر ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

مفروضہ سونے کی چڑیا خوش قسمتی سے اگر کسی گھر میں رین بسیرا کر لے تو اس گھر والوں کے وارے نیارے ہو جاتے ہیں۔ اور گھر کے بیحد کمزور نحیف بوڑھے بزرگ بھی خوشی کے مارے بچوں کی طرح اچھلتے کودتے نظر آتے ہیں کہ دیکھنے والا حیران رہ جاتا ہے۔ نمازیں نوافل شکرانہ بڑے شوق اور پھرتی سے ادا کرنے لگ جاتے ہیں مگر افسوس ہے کہ وتروں میں ونخلع ونترک من یفجرک (میں علیحدگی اختیار کرتا ہوں اور اسے چھوڑ دیتا ہوں جو تیرا نافرمان ہے) کے معنی اور مفہوم کو نظر انداز کرتے ہوئے خود فریبی اور خدا فریبی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ایسے حالات میں دعا کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہدایت عطاء فرمائے (آمین)

اندھیرے کو حقارت کی نظر سے دیکھنے والو اجالوں کا پس منظر بڑا تاریک ہوتا ہے

زبانِ خلق

محترم المقام جناب سید عطاء المحسن بخاری صاحب

السلام علیکم۔ برصغیر پاک وہند میں کون ایسا ہو گا جس نے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا نام نہ سنا ہو اور ان کے مقام و مرتبہ سے آگاہ نہ ہو۔ ہمارے علاقے میں مولانا محمد گل شیر شہید اور شاہ صاحب کی تقاریر بوڑھے لوگ بڑے فخر سے سناتے اور انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں ۔اس حوالے سے دل میں ان کا بڑا احترام تھا۔ ان کے بارے میں باتیں سن کر حسرت ہوتی ہے کہ کاش زیارت کا شرف حاصل ہوا ہوتا۔ لیکن کسی کے حصے میں کون سا زمانہ ہے اس کا انتخاب تو قدرت ہی کرتی ہے۔ عقیدت کی بنا پر ان کے خانوادے کے بارے میں جاننا چاہتا تھا کہ علماء کی محفلوں میں یہ تذکرہ سننے کو ملا کہ شاہ صاحب کی اولاد تیز مزاج اور سخت طبیعت ہے۔ ناقابل یقین حقیقت سمجھ کر خاموشی اختیار کر لی کہ اتنے میں "نقیب ختم نبوت" دینی صحافت میں رونما ہوا۔ اس کی پہلی جلد کے شمارہ نمبر ۹ سے اسے باقاعدگی سے خریدنا اور پڑھنا شروع کیا۔ اس کے مطالعہ سے گردو غبار صاف ہوا اور پتہ چلا کہ تیز مزاجی کا چرچا کرنے کے پیچھے کون سا جن پوشیدہ ہے۔

عوام میں مشہور تاریخی روایات اور واقعۂ کربلا کے پس منظر میں پیش کی جانے والی مروّجہ اور موروثی کہانیوں اور داستانیوں نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم کی مقدس جماعت کا جو نقشہ کھینچا ہے کچھ ان کی حقیقت جاننے، کچھ دشمنوں کی سازشوں سے آشکارا ہونے اور کچھ رافضیت کے جارحانہ پن نے ان روایات کی چھان پھٹک اور تحقیق کا رواج ڈالا۔ ناصبیت کے فتووں کے باوجود مردانِ حق نے تحقیق کا حق ادا کیا اور تاریخ کی بدنام مگر مظلوم شخصیتوں پر بڑے گردو غبار صاف ہونے لگے۔ چونکہ ماحول کے اثرات بڑے گہرے ہوتے ہیں اس لئے بھی ایسے مواد سے دلچسپی نہ تھی۔ تاہم کتابی ذوق کی بنا پر ایسی تحریریں نظر سے گزریں۔ بعد ازاں ان پر غور کرنے سے دشمنوں کی چالاکی، اپنوں کی سادہ لوحی کا احساس ہوا اور ادراک بھی، کہ اسلام کے مدمقابل گروہ نے کس کس طرف سے گھناؤنے وار کر رکھے ہیں۔ پھر معلوم ہوا کہ خاندان بخاری کے سربراہ سید ابوذر بخاری بھی ان مجاھدوں میں سے ہیں جو باوجود ہاشمی ہونے کے تعصّب سے پاک اور اموی بغض سے نہ صرف آزاد ہیں بلکہ اسلام کے ان باوقار لوگوں سے محض اسلام کے لئے محبت کرتے ہیں۔ یقین نہیں آتا تھا۔ کیونکہ امیر شریعت کے عوامی خطیب ہونے کے ناطے ان کے اور ان کے متعلقین کے بارے میں عام تصور تھا کہ بس واعظ دل پذیر ہوں گے یا پھر انگریز دشمنی پر ہی قانع یہ تو "نقیب ختم نبوت" سے اجاگر ہوا کہ دفاع صحابہ کے مقدس مشن کی علمبرداری کا شرف بھی اس خاندان کو حاصل ہے۔

میرے محترم "نقیب ختم نبوت" کا باقاعدگی سے قاری ہوں۔ سبائی فتنہ کے بارے میں جو الجھاؤ تھے اور اسلام کے ایک عظیم خاندان کے بارے میں جو غلط فہمیاں تھیں وہ کافی ساری اس رسالہ کی بدولت

نکل چکی ہیں۔ سید ابوذر بخاری نمبر پڑھا، جانشینِ امیر شریعت کے کارنامے پڑھ کر اور ان کے حالات سے آگاہی حاصل کر کے ان کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوا۔ یوں تو نمبر شاندار تھا مگر مضامین مختصر تھے اور کئی ایک میں واقعاتی تکرار بھی تھا۔ اس کی بجائے دو چار طویل مضمون ہوتے جو ان کے حالات زندگی، تعلیمی سفر، اور پھر علمی کارنامے اجاگر کرتے۔ بہر حال جو تھا وہ بھی خوب ہی تھا۔ میرے محترم میں چونکہ نہ ابلہ مسجد ہوں (اور نہ ہی تہذیب نو کا فرزند) بلکہ سیدھا سادہ مسلمان اور قرآن کریم کا ادنی سا طالب علم ہوں۔ اس لئے طبقہ علماء کی قربتوں سے کسی حد تک آزار ہوں۔ تاہم محسوس کرتا ہوں کہ تحریک دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم اور دفاعِ سید نامعاویہ رضی اللہ عنہ کی سرپرستی کے سبب علماء کے حلقوں میں بخاری خاندان کو ان کے استحقاق سے بہت کم پذیرائی ملی ہے۔

نقیبِ ختمِ نبوت سے محبت کے ناطے عرض ہے کہ رسالے کے مختلف حصے بنا دیئے جائیں مثلاً (۱) قرآنیات (۲) حدیث و سنت (۳) دفاع و مدحِ صحابہ (۴) عصر حاضر میں نفاذِ اسلام۔ اس سے قارئین میں اضافہ بھی ہوگا اور اشتیاق بھی بڑھے گا۔

والسلام

نذر حیات خان خوشاب

امیرالاحرار، مدیر وفاق المدارس الاحرار پاکستان ابن امیر شریعت

حضرت سید عطاء المحسن بخاری دامت برکاتہم نے

جناب حافظ رضا محمد صاحب کو جمعہ ۱۳، نومبر ۱۹۹۸ء سے

مدرسہ و مسجد ختم نبوت شہزاد کالونی نزد لاری اڈہ صادق آباد

میں بطور مدرس، امام و خطیب تعینات کر دیا ہے۔ احباب و مخلصین حفظ و ناظرہ قرآنِ کریم کے لئے اپنے بچوں کو مدرسہ ختم نبوت میں داخل کریں اور ادارہ سے تعاون فرمائیں۔

وفاق المدارس الاحرار۔ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

وفاق المدارس الاحرار پاکستان کے تحت قائم دینی ادارے

مجلس احرار اسلام، دینی انقلاب کی داعی جماعت ہے۔ یہ انقلاب دینی مزاج اور دینی ماحول پیدا کئے بغیر ممکن نہیں۔ موجودہ کافرانہ نظام ریاست، جمہوریت اور کافرانہ تہذیب وثقافت کے خلاف نئی نسل کی ذہن سازی اور تربیت کے لئے مدارس میں ایسا ماحول پیدا کیا جانا ازحد ضروری ہے جو دینی انقلاب کی منزل قریب تر کر دے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے مجلس احرار اسلام کے شعبۂ تبلیغ کے زیر اہتمام وفاق المدارس الاحرار پاکستان کے تحت درج ذیل 22 مدارس تعلیم وتدریس میں مصروف ہیں۔

- مدرسہ ختم نبوت مسجد احرار، ربوہ جھنگ فون: ۲۱۱۵۲۳(۰۴۵۲۴)
- بخاری پبلک سکول، ربوہ ضلع جھنگ
- مدرسہ معمورہ جامع مسجد ختم نبوت دار بنی ہاشم، ملتان فون: ۵۱۱۹۶۱(۰۶۱)
- مدرسہ معمورہ مسجد نور تغلق روڈ، ملتان
- مدرسہ محمودیہ مسجد المعمور ناگڑیاں، ضلع گجرات
- مدرسہ معمورہ تعلیم القرآن چک نمبر ۱۵۸ الف۔ 10-R جہانیاں ضلع خانیوال
- دارالعلوم ختم نبوت جامع مسجد چیچا وطنی فون: ۶۱۱۶۵۷ (۰۴۴۵)
- دارالعلوم ختم نبوت (جدید مرکز احرار) مرکزی مسجد عثمانیہ، ہاؤسنگ سکیم چیچا وطنی، فون: ۶۱۰۹۵۵ (۰۴۴۵)
- مدرسہ ختم نبوت مسجد ختم نبوت شہزاد کالونی صادق آباد
- مدرسہ معمورہ، موضع چھینا، میلسی ضلع وہاڑی
- مدرسہ ختم نبوت مسجد ختم نبوت نواں چوک، گڑھا موڑ ضلع وہاڑی
- مدرسہ عربیہ صدیقیہ بہل ضلع بھکر
- مدرسۃ العلوم الاسلامیہ جامع مسجد گڑھا موڑ (وہاڑی) فون: ۶۹۰۰۱۳ (۰۶۹۳)
- مدرسہ ابوبکر صدیق جامع مسجد ابوبکر صدیق تلہ گنگ (چکوال)
- بخاری مسجد۔ (زیر تعمیر) سرگودھا روڈ۔ بیسنوٹ ضلع جھنگ
- بستان عائشہ (برائے طالبات) دار بنی ہاشم، ملتان فون: ۵۱۱۳۵۶(۰۶۱)
- مدرسۃ البنات (برائے طالبات) گڑھا موڑ ضلع وہاڑی
- مدرسہ معاویہ جھنگ روڈ، ٹوبہ ٹیک سنگھ
- مدرسہ ختم نبوت چشتیاں ضلع بہاولنگر
- مدرسہ احرار اسلام مسجد سیدنا علی المرتضیٰ، چکڑالہ، ضلع میانوالی
- مدرسہ احرار اسلام، چاہ چڑھوئے والا، کلروالی، ضلع مظفر گڑھ
- مدرسہ معمورہ مسجد معاویہ بستی مہرپور ضلع مظفر گڑھ

12۔ ادارے اپنے اخراجات خود برداشت کرتے ہیں جبکہ 10۔ اداروں کا کفیل وفاق ہے۔ جن میں بامشاہرہ تعلیم وتدریس اور دیگر امور سرانجام دینے والے افراد کی کل تعداد ۲۴ ہے۔ ان کے اخراجات کا سالانہ تخمینہ ۱۰ لاکھ روپے ہے۔ مستقبل کے تعلیمی، تنظیمی، اور تعمیری منصوبوں کی تکمیل پر تقریباً 30 لاکھ روپے خرچ ہوں گے۔ تعاون آپ کریں، دعا اور کام ہم کریں گے، اجر اللہ پاک دیں گے۔

ترسیل زر کے لئے: بذریعہ منی آرڈر، بنام: سید عطاء المحسن بخاری مدیر وفاق المدارس الاحرار پاکستان دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان۔ بذریعہ بینک ڈرافٹ یا چیک اکاؤنٹ نمبر ۲۹۹۳۲، حبیب بینک، حسین آگاہی ملتان۔

ردِ مرزائیت میں چار اہم نئی کتابیں

شہرِ سدوم

صفحات: ۱۷۶، قیمت: =/۱۰۰ روپے

● مرزا غلام احمد سے لے کر مرزا طاہر تک قادیانیوں کے جنسی سکینڈلز ● مرزا محمود، مسٹر روفو اور اطالوی حسینہ" ● قادیانیوں کا راجہ اندر، دریا کے کنارے ● مقدسین قادیان کی سیہ کاریاں و خفیہ عیاشیاں ● بدمعاشی سے مذہب تک ● زکوٰۃ کا احسن استعمال ● مخدرات میدان معصیت میں ● عورت کیسٹ ہوتی ● قادیانی مذہب کی حقیقت، چشم کشا، جوشربا، سنسنی خیز، اندرونی کہانی خود قادیانیوں کی زبانی ● ایک ناقابلِ تردید تاریخی دستاویز، ● بہت سے اضافوں کے ساتھ نیا ایڈیشن، شفیق مرزا کے تیکھے اور حقیقت رقم قلم سے

کذباتِ مرزا

تالیف: مولانا عبد الوحید مخدوم، صفحات: ۳۸۰ قیمت: =/۲۰۰ روپے

مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک سو جھوٹ، متعدد جھوٹی پیشگوئیاں اور بدکرداریاں قادیانیوں کی کتب سے جمع کی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں قادیانیوں کے مختلف سوالات کے مدلل جوابات بھی دیے گئے ہیں۔

خـتمِ نبوت اور عقیدۂ اقبال

تالیف: عبد المجید خان ساجد، صفحات: ۲۴۰، قیمت: =/۱۸۰ روپے،

● عقیدۂ ختمِ نبوت پر علامہ اقبال کی ایمان افروز تحریریں ● فتنۂ قادیانیت کے خلاف علامہ اقبال کی للکار ● اقبال قادیانیوں کے تعاقب میں ● اقبال کے خلاف مرزائیوں کے جھوٹے الزامات کا مدلل و مسکت جواب ● مکمل تحقیقی، چشم کشا کتاب

اسلام اور مرزائیت

تالیف: مولانا عتیق الرحمٰن اروی رحمۃ اللہ (دیوبند)

صفحات: ۵۶، قیمت: ۲۰ روپے

● ایک اہم کتاب جو عرصہ سے نایاب تھی ● اسلام اور مرزائیت کا تقابلی مطالعہ، باحوالہ اور مدلل

ماہنامہ الفرقان، لکھنؤ کا خاص نمبر

بیاد

مفکرِ اسلام حضرت مولانا **محمد منظور نعمانی** علیہ الرحمہ

مرتبہ: مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی

● تاریخ ساز شخصیت کی جیتی جاگتی تصویر ● ایک صدی کی سراپا جہد و عمل زندگی کی دستاویز ● ہم عصروں اور ارادت مندوں کا خراجِ تحسین ● خوبصورت یادیں، ایمان افروز باتیں، ● فکرِ نعمانی کی جھلکیاں، حضرت نعمانی کے رشحاتِ قلم ● چار رنگا دیدہ زیب ٹائٹل ● سفید کاغذ ● اعلیٰ طباعت ● ۶۷۲ صفحات ● قیمت =/۲۲۵ روپے۔ مع محصول ڈاک منی آرڈر بھیج کر طلب فرمائیں

دیگر کتب

● قادیان سے اسرائیل تک (ابو مدثر) =/60 روپے

● مسئلہ ختمِ نبوت علم و عقل کی روشنی میں (مولانا محمد اسحاق سندیلوی) =/25 روپے

● دعوتِ حق ...... قادیانیوں کو دعوتِ اسلام (علامہ محمد عبد اللہ) =/25 روپے ● اسلام اور مرزائیت۔ ایک تقابلی مطالعہ (علامہ محمد عبد اللہ) =/15 روپے ● تضادات مرزا قادیانی (مولانا مشتاق احمد) =/35 روپے ● مرزا قادیانی کے پچاس جھوٹ (ابو عبیدہ نظام الدین) =/10 روپے ● قادیانیت شکن (محمد طاہر رزاق) =/75 روپے ● تاسیدِ آسمانی در ردِ نشانِ آسمانی (مولانا محمد جعفر تھانیسری) =/10 روپے ● قادیانی، اسلام کے غدار (انگریزی) (علامہ اقبال) =/10 روپے

بخاری اکیڈمی: دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان. 60000

فون: 061.511961

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

کے دو عہد ساز نمبر

امیر شریعت نمبر

بیاد

امیر شریعت خطیب الامت، بطلِ حریت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ

● اردو زبان کے سب سے بڑے خطیب کے سوانح و افکار ● ایک تاریخ، ایک دستاویز، ایک داستان ● خاندانی حالات، سیرت کے مجلا اوراق ● خطابتی معرکے، سیاسی تذکرے ● بزم سے لیکر رزم اور منبر و محراب سے لے کر دار و رسن تک ● نصف صدی کے ہنگاموں، جہادی معرکوں، تہذیبی محاربوں، مذہبی سازشوں، سیاسی مجادلوں اور علمی محاذ آرائیوں کی فضا میں ایک آوازِ ہدایت، جو بصیرت، حریت اور بغاوت کا سرچشمہ تھی ●

خوبصورت سہ رنگا سرورق، مجلد، اعلیٰ طباعت

صفحات: ۵۷۶، قیمت ۳۰۰ روپے

مستقل سالانہ خریداروں کے لئے خاص رعایت صرف ۲۰۰ روپے پیشگی منی آرڈر بھیج کر طلب فرمائیں۔

جانشین امیر شریعت نمبر

بیاد

جانشین امیر شریعت قائد احرار

سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ

● ایک قادر الکلام خطیب اور متبحر عالم دین کے سوانح و افکار ● ایک مفکر اور قائد کے عزم و ہمت اور جرأت و شجاعت کا تذکرہ ● ایک شاعر و ادیب اور محقق کی علمی ادبی، صحافتی اور دینی و تحریکی خدمات ● تاریخ احرار کا ایک روشن باب ● فکر احرار کا امین و وارث ● عظمت صحابہ کا نقیب و محافظ ● ایک مفکر، مبلغ، خطیب اور ادیب کی داستانِ حیات

صفحات: ۳۰۰، قیمت ۵۰ روپے

پیشگی منی آرڈر بھیج کر رجسٹرڈ ڈاک سے حاصل کریں

ماہنامہ نقیبِ ختم نبوت: دارِ بنی هاشم، مہربان کالونی ملتان فون: 061.511961